﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 14 — جمعۃ المبارک 14 ستمبر 2007ء — 02 رمضان المبارک 1428 ہجری قمری — 14 تبوک 1386 ہجری شمسی — شمارہ 37

روزہ ایک ڈھال ہے

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روزہ ایک ڈھال ہے اور آگ سے بچانے والا ایک حصن حصین ہے۔ (مسند احمد)

یعنی ایک مضبوط قلعہ ہے جو آگ کے عذاب سے بچاتا ہے

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

رمضان المبارک تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں اور صوم (روزہ) تجلّیٔ قلب کرتا ہے

......”رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اَکل وشُرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے، دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رَمَض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں“۔

(الحکم جلد5 نمبر 27 مورخہ 24/جولائی 1901ء صفحہ 2)

......”﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾ یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔

تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے۔ اور تجلّیٔ قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔

پس ﴿اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾ میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں شک وشبہ کوئی نہیں ہے روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں مَیں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنّت اہل بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبر خدا نے فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ، سلمان یعنی اَلصُّلْحُ کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی ایک اندرونی دوسری بیرونی۔ اور یہ اپنا کام رِفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے۔ اور میں مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی۔ مَیں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے۔ لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہوسکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا......۔

خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں ایک عبادات مالی دوسرے عبادات بدنی۔ عبادات مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جس کے پاس نہیں وہ معذور ہیں۔ اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالَمِ جوانی میں ہی ادا کرسکتا ہے ورنہ 60 سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آ جاتا ہے۔ یہ ٹھیک کہا کہ ’پیری وصد عیب‘۔ اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اسی کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے۔ اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اُسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ موئے سفید از اجل آرد پیام۔

انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ ﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ﴾ یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے“۔ (البدر جلد 1 نمبر 7 مورخہ 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52.

بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد اوّل صفحہ 646-647)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

فرمودات خلفاء

روزوں کی فضیلت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”روزوں کی فضیلت اور اس کے فرائض پر ﴿لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کے الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں ﴿لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ تا کہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کئی معنے ہوسکتے ہیں۔ مثلاً ایک معنے تو یہی ہیں کہ ہم نے تم پر اس لئے روزے فرض کئے ہیں تا کہ تم اُن قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں، جو بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرتی رہی ہیں، جو موسم کی شدت کو برداشت کر کے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں۔ اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کر ہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا۔

﴿لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ میں دوسرا اشارہ اس امر کی طرف کیا گیا ہے کہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ روزہ دار کا محافظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اِتّقَاء کے معنے ہیں ڈھال بنانا، وقایۃ بنانا، نجات کا ذریعہ بنانا وغیرہ ہیں۔ پس اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ تم پر روزے رکھنے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لو اور ہر شر سے اور ہر خیر کے فقدان سے محفوظ رہو......“۔

”روزہ ایک دینی مسئلہ ہے۔ یا بلحاظ صحتِ انسانی دنیوی امور سے بھی کسی حد تک تعلق رکھتا ہے۔ پس ﴿لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کے یہ معنے ہوئے کہ تا تم دینی اور دنیوی شرور سے محفوظ رہو۔ دینی خیر وبرکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں......“۔

”مَیں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دوران رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہ فائدہ تو صحت جسمانی کے لحاظ سے ہے مگر روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے۔ اسی لئے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مَیں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور اُن کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لیتا ہے جو اسے ہر قسم کے دکھوں اور شرور سے محفوظ رکھتا ہے“۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۷۴۔۳۷۵)

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

انسانی حقوق کی تنظیم Human Rights Watch کی توجہ پاکستان میں احمدیوں کی صورتحال پر

کراچی سے شائع ہونے والے روزنامہ ڈان کی 7/مئی 2007ء کی اشاعت میں نیویارک سے ملنے والی ایک خبر شامل کی گئی ہے۔ تلخیص کے ساتھ اس کے متن کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

نیویارک، 6/مئی 2007ء: ''Human Rights Watch نے پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف سے اقلیتوں سے امتیازی سلوک پر منتج ہونے والے قوانین پر نظرِ ثانی کرنے کی استدعا کی ہے، بالخصوص وہ ترامیم جو گستاخیٔ رسول کے مرتکب کے لئے سزائے موت تجویز کرتی ہیں۔ اتوار کے روز جاری کئے گئے ایک بیان میں HRW نے کہا کہ حکومتِ پاکستان کو انتہا پسند عناصر کے زیر اثر اقلیتوں کو تشدد کا نشانہ بنانے سے گریز کرنا چاہئے۔ بیان میں یہ بھی کہا گیا کہ 22/اپریل 2007ء کو پولیس کی زیرنگرانی انتہا پسندوں نے ایک مذہبی اقلیت کے قبرستان کی دیوار منہدم کردی۔ اس سے قبل دو مذہبی تنظیموں سُنّی تحریک اور تحریک تحفظِ ناموسِ رسالت نے صوبائی حکومت پر دباؤ ڈالا تھا کہ یہ مذہبی اقلیت اس قبرستان کی چاردیواری کے اندر ارتداد کا مرکز قائم کرنے کی سازش کررہی ہے۔ ان تحریک کے سربراہوں نے یہاں تک دھمکی دے رکھی تھی کہ اگر پولیس نے ان سرگرمیوں کو روکنے میں تعاون نہ کیا تو وہ اس اقلیت سے تعلق رکھنے والے افراد کو قتل تک کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ Human Rights Watch کے ایشیاء ڈائریکٹر Brad Adams نے کہا کہ جنرل مشرف کو انتہا پسند تنظیموں کا اثر قبول کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ مذہب کے نام پر بڑھتے ہوئے تشدد میں حکومت کا تعاون معاملہ کو خطرناک نہج پر لے جاسکتا ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

ربوہ کے تعلیمی اداروں کی خستہ حالت

روزنامہ امن فیصل آباد کے 26/اپریل 2007ء کو شائع ہونے والے شمارہ میں ''چناب نگر کے تعلیمی ادارے'' کے عنوان سے ایک رپورٹ شائع ہوئی۔ تجزیہ کار مبشر چیمہ نے ان اداروں کی عظمت رفتہ اور موجودہ حالت پر مفصل تبصرہ کیا ہے۔ اس رپورٹ میں بالخصوص نصرت گرلز ہائی سکول کا جائزہ لیا گیا ہے۔ رپورٹ کی تلخیص ذیل میں پیش ہے:

''ربوہ کے تعلیمی ادارہ نصرت گرلز ہائی سکول کی تعمیر 29/اپریل 1949ء کو مکمل ہوئی۔ یوں اس کی عمارت قریباً ساٹھ سال پرانی ہے۔ اس کی تاریخ کا ایک افسوسناک باب رقم ہوا جب پاکستان کے ایک جاگیردار اور وڈیرے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ملک کے تمام نجی تعلیمی اداروں کو قومیانے کا حکم صادر کردیا۔ جماعت احمدیہ کے زیرانتظام اعلیٰ ترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے تعلیمی ادارے بھی قومیائے جانے کی اس تحریک کا نشانہ بنے۔ اس اقدام کے نتائج کا اگر خلاصہ پوچھیں تو مختصراً اتنا کہا جاسکتا ہے کہ یہ تعلیمی ادارے تباہ ہوگئے۔ نصرت گرلز ہائی سکول بھی ان میں سے ایک ہے۔ جماعت احمدیہ نے 70 کنال کے رقبہ پر ایک خطیر رقم خرچ کرکے اس سکول کی عمارت تعمیر کروائی تھی۔ وقت گزرتا رہا مگر حکومت نے انتہائی غفلت کا ثبوت دیتے ہوئے اس عمارت کی حفاظت اور بحالی کے کام کو یکسر نظرانداز کئے رکھا۔ ایسا نہیں کہ قومیائے جانے والے تمام اداروں کے ساتھ عدم توجہ کا یہ سلوک کیا گیا ہو۔ اس امتیازی سلوک سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس مالِ مفت کی بحالی کو دانستہ نظرانداز کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج یہ خوبصورت عمارت ہڑپہ اور موہنجوداڑو کے کھنڈرات سے مشابہ ہوگئے ہیں۔ اس سکول کی طالبات اور بعض استانیوں کو عمارت کی خستہ حالت کی وجہ سے حادثات بھی پیش آئے ہیں جس کے بعد سب ڈویژن ایجوکیشن بلڈنگز کے محکمہ نے اپنے ایک مکتوب بنام صدر مدرسہ نصرت گرلز سکول، بتاریخ 12/دسمبر 1997ء بحوالہ 827/EB اس عمارت کو خطرناک قرار دیتے ہوئے واضح طور پر لکھا کہ موجودہ حالت میں اس عمارت کو تدریس کے لئے استعمال کرنا نہایت مضر ہوسکتا ہے۔ نیز یہ کہ اگر ایسا کیا گیا تو کسی بھی حادثہ کی ذمہ دار سکول کی انتظامیہ خود ہوگی۔ اس تنبیہ کے بعد انتظامیہ کے پاس، شدید موسمی حالات کے باوجود کھلی فضا میں تدریس سرانجام دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ طالبات گرد، گرمی، دھوپ، بارش، سردی، دھند، کیچڑ غرض ہر طرح کی موسمی شدتیں برداشت کرکے تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ استانیوں کو بھی اسی دقّت کا سامنا ہوتا ہے۔ متعدد واضح تنبیہوں کے باوجود لائبریری اور سائنس لیبارٹری خستگی کے باعث منہدم ہوچکی ہیں۔ ان حادثوں میں طالبات اور استانیاں زخمی بھی ہوئیں مگر محسوس ہوتا ہے کہ حکومتی انتظامیہ شاید کسی بڑے حادثہ کے انتظار میں ہے جس کی تصاویر اخبارات میں نمایاں جگہ لیں اور ان میں اربابِ اختیار متاثرین میں ایک ایک لاکھ کے چیک تقسیم کرتے نظر آئیں۔

یہاں یہ بتانا بھی بے محل نہ ہوگا کہ نصرت گرلز سکول کی عمارت کو تعمیر کروانے والوں نے ایک عدد ہاسٹل یعنی دارالاقامہ بھی تعمیر کروایا تھا جس کی وجہ سے دور دراز سے آنے والی طالبات بھی اس سکول سے استفادہ کرسکتی تھیں۔ اس عمارت کو بھی اس طرح نظرانداز کیا گیا کہ بالآخر یہ بھی منہدم ہوگئی۔ ابتدا میں سکول کی چاردیواری کے اندر بیت الخلاء بھی بنوائے گئے تھے جن کی دیکھ بھال نہ ہونے کے باعث یہ حالت ہوگئی کہ طالبات کو بشری تقاضے پورا کرنا بھی محال ہوگیا ہے۔ چھت پر بنا صاف پانی کا ٹینک بھی منہدم ہوگیا۔ زمین سے حاصل ہونے والا پانی پینے کے قابل نہیں۔ موسمِ گرما میں بہت سی طالبات گرمی کی شدت میں پانی میسر نہ ہونے کے باعث نڈھال ہوکر بے ہوش ہوگئیں۔

اس وقت سکول میں 2500 کے قریب طالبات تعلیم حاصل کررہی ہیں جب کہ اساتذہ کی تعداد قریب 65 کے ہے۔ باقی عملہ اس سے سوا ہے۔ شہر کے ممتاز شہریوں اور طالبات کے والدین نے جھنگ کی ضلعی انتظامیہ اور پنجاب کے محکمۂ تعلیم کی اس عدم توجہی اور لاپرواہی پر غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے ''پڑھا لکھا پنجاب'' کے وزیر اعلیٰ جناب پرویز الٰہی کے نام درخواست لکھی اور انہیں احساس دلانے کی کوشش کی ہے کہ محض امریکی امداد سے دوصد روپے فی طالب علم تقسیم کردینے سے پڑھے لکھے پنجاب کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا، بلکہ اس کے ساتھ ضرورت اس بات کی ہے کہ طلبا و طالبات کو ایک محفوظ ماحول میں تعلیم حاصل کرنے کی سہولت فراہم کی جائے۔ لہٰذا نصرت گرلز ہائی سکول کی عمارت کی بحالی اور حسب ضرورت تعمیرِ نو کا کام جلد شروع کیا جائے تاکہ طالبات اور استانیاں ایک محفوظ ماحول میں تدریس کے عمل کو جاری رکھ سکیں۔

(مرتبہ: آصف محمود باسط)

❁❁❁❁❁❁❁❁

غزل

ہری بھری گلفام ہیں نیلی پیلی ہیں
دل کے دیس کی پریاں رنگ رنگیلی ہیں

بھنورے بن باسی کیوں بن کو چھوڑ گئے
پھولوں کے خیمے چاک ، طنابیں ڈھیلی ہیں

خواہش کے خاموش پہاڑو! سانس نہ لو
بادل کا دل بوجھل ، پلکیں گیلی ہیں

پت جھڑ کے جاسوس چمن میں پھیل گئے
چاند کا چہرہ زرد ہے ، کلیاں پیلی ہیں

چاند کھلے ، خورشید جلے ، دل خون ہوئے
منزل اوجھل ہے ، راہیں چمکیلی ہیں

کس کس کی تعمیل کروں ، کس کی نہ کروں
آنکھوں کے احکام بہت تفصیلی ہیں

موت کے بعد تو لوگو! چین سے سونے دو
خاک میں جا لیٹے ہیں ، آنکھیں سی لی ہیں

ساقی! صاف بتا دے کون سا جام پیوں
آنکھیں امرت ہیں ، زلفیں زہریلی ہیں

مضطرؔ! اب طوفان میں جیسے جان نہیں
دریا دھیما ہے ، لہریں شرمیلی ہیں

——— (چوہدری محمد علی)

✿✿✿ ✿✿✿

خلافتِ راشدہ

(حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ۔ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

(قسط نمبر 9)

سچے خلفاء توحیدِ حقیقی کے علمبردار ہوتے ہیں

خلفاء کی چھٹی علامت اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وہ خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ یعنی اُن کے دلوں میں خدا تعالیٰ غیر معمولی جرأت اور دلیری پیدا کر دے گا اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی اَور کا خوف اُن کے دل میں پیدا نہیں ہوگا۔ وہ لوگوں کے ڈر سے کوئی کام نہیں کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکّل رکھیں گے اور اُسی کی خوشنودی اور رضا کے لئے تمام کام کریں گے۔ یہ معنی نہیں کہ وہ بُت پرستی نہیں کریں گے۔ بُت پرستی تو عام مسلمان بھی نہیں کرتے کُجا یہ کہ خلفاء کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ بُت پرستی نہیں کریں گے۔ پس یہاں بُت پرستی کا ذکر نہیں بلکہ اس امر کا ذکر ہے کہ وہ بندوں سے ڈر کر کسی مقام سے اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے بلکہ جو کچھ کریں گے خدا کے منشاء اور اُس کی رضاء کو پورا کرنے کیلئے کریں گے اور اِس امر کی ذرا بھی پروا نہیں کریں گے کہ اس راہ میں اُنہیں کن بلاؤں اور آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دنیا میں بڑے سے بڑا دلیر آدمی بھی بعض دفعہ لوگوں کے ڈر سے ایسا پہلو اختیار کر لیتا ہے جس سے گو یہ مقصود نہیں ہوتا کہ وہ سچائی کو چھوڑ دے مگر دل میں یہ خواہش ضرور ہوتی ہے کہ مَیں ایسے رنگ میں کام کروں کہ کسی کو شکوہ پیدا نہ ہو۔

مولوی غلام علی صاحب ایک کٹّر وہابی ہوا کرتے تھے۔ وہابیوں کا یہ فتویٰ ہے کہ ہندوستان میں جمعہ کی نماز ہوسکتی ہے لیکن حنفیوں کے نزدیک ہندوستان میں جمعہ کی نماز جائز نہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں جمعہ پڑھنا تب جائز ہو سکتا ہے جب مسلمان سلطان ہو۔ جمعہ پڑھانے والا مسلمان قاضی ہو اور جہاں جمعہ پڑھا جائے وہ شہر ہو۔ ہندوستان میں انگریزی حکومت کی وجہ سے چونکہ نہ مسلمان سلطان رہا تھا نہ قاضی اس لئے وہ ہندوستان میں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اِدھر چونکہ قرآن کریم میں وہ یہ لکھا ہوا دیکھتے تھے کہ جب تمہیں جمعہ کیلئے بلایا جائے تو فوراً تمام کام چھوڑتے ہوئے جمعہ کی نماز کیلئے چل پڑو اس لئے اُن کے دلوں کو اطمینان نہ تھا۔ ایک طرف ان کا جی چاہتا تھا کہ وہ جمعہ پڑھیں اور دوسری طرف وہ ڈرتے تھے کہ کہیں کوئی حنفی مولوی ہمارے خلاف فتویٰ نہ دے دے۔ اس مشکل کی وجہ سے ان کا یہ دستور تھا کہ جمعہ کے روز گاؤں میں پہلے جمعہ پڑھتے اور پھر ظہر کی نماز ادا کر لیتے اور یہ خیال کرتے کہ اگر جمعہ والا مسئلہ درست ہے تب بھی ہم بچ گئے اور اگر ظہر پڑھنے والا مسئلہ صحیح ہے تب بھی بچ گئے اسی لئے وہ ظہر کا نام ظہر کی بجائے ''احتیاطی'' رکھا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اگر خدا نے ہمارے جمعہ کی نماز کو الگ پھینک دیا تو ہم ظہر کو اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیں گے اور اگر اُس نے ظہر کو ردّ کر دیا تو ہم جمعہ اُس کے سامنے پیش کر دیں گے۔ اگر کوئی ''احتیاطی'' نہ پڑھتا تو سمجھا جاتا کہ وہ وہابی ہے۔

مولوی غلام علی صاحب کا ایک واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ہم مولوی غلام علی صاحب کے ساتھ گورداسپور گئے راستہ میں جمعہ کا وقت آ گیا ہم نماز پڑھنے کیلئے ایک مسجد میں چلے گئے۔ آپ کا عام طریق وہابیوں سے ملتا جُلتا تھا کیونکہ وہابی حدیثوں کے مطابق عمل کرنا اپنے لئے ضروری جانتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا ہر انسان کی نجات کے لئے ضروری ہے۔ غرض آپ بھی مولوی غلام علی صاحب کے ساتھ گئے اور جمعہ کی نماز پڑھی۔ جب مولوی غلام علی صاحب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے چار رکعت ظہر کی نماز پڑھ لی۔ آپ فرماتے تھے کہ مَیں نے اُن سے کہا مولوی صاحب یہ جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعتیں کیسی ہیں۔ وہ کہنے لگے یہ ''احتیاطی'' ہے۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب آپ تو وہابی ہیں اور عقیدۃً اس کے مخالف ہیں پھر ''احتیاطی'' کے کیا معنی ہوئے۔ وہ کہنے لگے یہ ''احتیاطی'' ان معنوں میں نہیں کہ خدا کے سامنے ہمارا جمعہ قبول ہوتا ہے یا ظہر بلکہ اِن معنوں میں ہے کہ لوگ مخالفت نہ کریں۔ تو کئی لوگ اِس طرح بھی کام کر لیتے ہیں جیسے مولوی غلام علی صاحب نے کیا کہ اپنے دل میں تو وہ اس بات پر خوش رہے کہ انہوں نے جمعہ پڑھا ہے اور اُدھر لوگوں کو خوش کرنے کیلئے چار رکعت ظہر کی نماز بھی پڑھ لی۔

ایک سُنّی بزرگ کا لطیفہ

اِسی طرح ایک لطیفہ مشہور ہے۔ کہتے ہیں کوئی سُنّی بزرگ تھے جو شیعوں کے علاقہ میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ غربت کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہو گئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ بادشاہ کے پاس پہنچ کر مدد کی درخواست کرنی چاہیئے۔ چنانچہ وہ اُس کے پاس گئے اور مدد کی درخواست کی۔ وزیر نے اُن کی شکل کو دیکھ کر بادشاہ سے کہا کہ یہ شخص سُنّی معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا تمہیں کس طرح معلوم ہوا۔ وہ کہنے لگا بس شکل سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ کہنے لگا یہ کوئی دلیل نہیں، تم میرے سامنے اس کا امتحان لو۔ چنانچہ وزیر نے اُن کے سامنے حضرت علیؓ کی بڑے زور سے تعریف شروع کر دی وہ بزرگ بھی حضرت علیؓ کی تعریف کرنے لگ گئے۔ بادشاہ نے دیکھ کر کہا کہ دیکھا تم جو کچھ کہتے تھے وہ غلط ثابت ہوا یا نہیں۔ اگر یہ شیعہ نہ ہوتا تو کیا حضرت علیؓ کی ایسی ہی تعریف کرتا۔ وزیر کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت آپ خواہ کچھ کہیں مجھے یہ سُنّی ہی معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا امتحان کیلئے پھر کوئی اور بات کرو۔ چنانچہ وزیر کہنے لگا کہو ''بر ہر سہ لعنت'' یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ پر (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) لعنت۔ وہ بھی کہنے لگ گیا۔ ''بر ہر سہ لعنت'' بادشاہ نے کہا اَب تو یہ یقینی طور پر شیعہ ثابت ہو گیا ہے۔ وہ کہنے لگے بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے مگر میرا دل مطمئن نہیں۔ آخر وزیر انہیں الگ لے گیا اور کہا سچ سچ بتاؤ تمہارا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے کہا مَیں ہوں تو سُنّی ہی۔ وہ کہنے لگا پھر تم نے ''بر ہر سہ لعنت'' کیوں کہا؟ وہ بزرگ کہنے لگے تمہاری اِن الفاظ سے تو یہ مراد تھی کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ پر لعنت ہو مگر میری مراد یہ تھی کہ آپ دونوں اور مجھ پر لعنت ہو۔ آپ لوگوں پر اس لئے کہ آپ بزرگوں پر لعنت کرتے ہیں اور مجھ پر اس لئے کہ مجھے اپنی بدبختی کی وجہ سے تم جیسے لوگوں کے پاس آنا پڑا۔ غرض انسان کئی طریق سے وقت گزار لیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اس طرح اُس نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا۔ مگر فرمایا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا خلفاء انتہائی طور پر دلیر ہونگے اور خوف وہراس اُن کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔ وہ جو کچھ کریں گے خدا کی رضا کیلئے کریں گے، کسی انسان سے ڈر کر اُن سے کوئی فعل صادر نہیں ہوگا۔

فتنہ ارتداد کے مقابلہ میں حضرت ابوبکرؓ کی استقامت

یہ علامت بھی خلفاءِ راشدین میں بتمام و کمال پائی جاتی ہے۔ چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو اُس وقت سارا عرب مرتد ہو گیا۔ صرف دو جگہ نماز باجماعت ہوتی تھی باقی تمام مقامات میں فتنہ اُٹھ کھڑا ہوا اور سوائے مکہ اور مدینہ اور ایک چھوٹے سے قصبہ کے تمام لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُو اِن کے مالوں سے صدقہ لے، کسی اَور کو یہ اختیار نہیں کہ ہم سے زکوٰۃ وصول کرے۔ غرض سارا عرب مرتد ہو گیا اور وہ لڑائی کے لئے چل پڑا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گو اسلام کمزور تھا مگر قبائلِ عرب متفرق طور پر حملہ کرتے تھے۔ کبھی ایک گروہ نے حملہ کر دیا اور کبھی دوسرے نے۔ جب غزوۂ احزاب کے موقع پر کُفّار کے لشکر نے اجتماعی رنگ میں مسلمانوں پر حملہ کیا تو اُس وقت تک اسلام بہت کچھ طاقت پکڑ چکا تھا گو ابھی اِتنی زیادہ طاقت حاصل نہیں ہوئی تھی کہ انہیں آئندہ کیلئے کسی حملے کا ڈر ہی نہ رہتا۔ اس کے بعد جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کرنے کیلئے گئے تو اُس وقت عرب کے بعض قبائل بھی آپ کی مدد کیلئے کھڑے ہو گئے تھے۔ اِس طرح خدا نے تدریجی طور پر دشمنوں میں جوش پیدا کیا تا کہ وہ اتنا زور نہ پکڑ لیں کہ سب ملک پر چھا جائیں۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یکدم تمام عرب مرتد ہو گیا صرف مکہ اور مدینہ اور ایک چھوٹا سا قصبہ رہ گئے باقی تمام مقامات کے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور وہ لشکر لے کر مقابلہ کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔ بعض جگہ تو اُن کے پاس ایک ایک لاکھ کا بھی لشکر تھا۔ مگر اِدھر صرف دس ہزار کا ایک لشکر تھا اور وہ بھی شام کو جا رہا تھا اور یہ وہ لشکر تھا جسے اپنی وفات کے قریب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی علاقہ پر حملہ کرنے کیلئے تیار کیا تھا اور اسامہؓ کو اس کا افسر مقرر کیا تھا باقی لوگ جو رہ گئے تھے وہ یا تو کمزور اور بڈّھے تھے اور یا پھر گنتی کے چند نوجوان تھے۔ یہ حالات دیکھ کر صحابہؓ نے سوچا کہ اگر ایسی بغاوت کے وقت اسامہؓ کا لشکر بھی روانہ ہو گیا تو مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ اکابر صحابہؓ کا ایک وفد جس میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بھی شامل تھے اور جو اپنی شجاعت اور دلیری کے لحاظ سے مشہور تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کچھ عرصہ کیلئے اس لشکر کو روک لیا جائے۔ جب بغاوت فرو ہو جائے تو پھر بیشک اُسے بھیج دیا جائے مگر اب اس کا بھیجنا خطرہ سے خالی نہیں، مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں اور دشمن کا لشکر ہماری طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہایت غصہ کی حالت میں فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوقحافہ کا بیٹا سب سے پہلا کام یہ کرے کہ جس لشکر کو روانہ کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اُسے روک لے۔ مَیں اِس لشکر کو کسی صورت میں روک نہیں سکتا، اگر تمام عرب باغی ہو گیا ہے تو بے شک ہو جائے اور اگر مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں تو بیشک نہ رہے، خدا کی قسم اگر دشمن کی فوج مدینہ میں گھس آئے اور ہمارے سامنے مسلمان عورتوں کی لاشیں کتّے گھسیٹتے پھریں تب بھی مَیں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا جس کو روانہ کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ (تاریخ الخلفاء لیسیوطی صفحہ51 مطبوعہ لاہور1892ء)

اگر تم دشمن کی فوجوں سے ڈرتے ہو تو بے شک میرا ساتھ چھوڑ دو مَیں اکیلا تمام دشمنوں کا مقابلہ کرونگا۔ یہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کی صداقت کا کتنا بڑا ثبوت ہے۔

دوسرا سوال زکوٰۃ کا تھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ لشکر نہیں روک سکتے تو صرف اتنا کر لیجئے کہ اِن لوگوں سے عارضی صلح کر لیں اور انہیں کہہ دیں کہ ہم اس سال تم سے زکوٰۃ نہیں لیں گے۔ اس دوران میں ان کا جوش ٹھنڈا ہو جائے گا اور تفرقہ کے مٹنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائیگی۔ موجودہ صورت میں جب کہ وہ جوش سے بھرے ہوئے ہیں اور لڑنے مرنے کیلئے تیار ہیں ان سے زکوٰۃ وصول کرنا مناسب نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ لوگ اونٹ کے گھٹنے کو باندھنے والی ایک رسی بھی زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے اور اب نہیں دیں گے تو مَیں اُس وقت تک ان سے جنگ جاری رکھوں گا جب تک وہ رسی بھی اُن سے وصول نہ کر لوں۔ اس پر صحابہؓ نے کہا کہ اگر جَیشِ اسامہؓ بھی چلا گیا اور ان لوگوں سے عارضی صلح بھی نہ کی گئی تو پھر دشمن کا کون مقابلہ کرے گا۔ مدینہ میں تو یہ بُڈّھے اور کمزور لوگ ہیں اور یا صرف چند نوجوان ہیں وہ بھلا لاکھوں کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اے دوستو! اگر تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ابوبکرؓ اکیلا ان کا مقابلہ کرنے کیلئے نکل کھڑا ہوگا۔

(تاریخ الخمیس جلد 2صفحہ201مطبوعہ مصر 1283ء)

یہ دعویٰ اس شخص کا ہے جسے فنونِ جنگ سے کچھ

زیادہ واقفیت نہ تھی اور جس کے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ دل کا کمزور ہے۔ پھر یہ جرأت، یہ دلیری، یہ یقین اور یہ وثوق اُس میں کہاں سے پیدا ہوا۔ اسی بات سے یہ یقین پیدا ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ نے سمجھ لیا تھا کہ مَیں خلافت کے مقام پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کھڑا ہوا ہوں اور مجھ پر ہی تمام کام کی ذمہ داری ہے۔ پس میرا فرض ہے کہ مَیں مقابلہ کیلئے نکل کھڑا ہوں کامیابی دینا یا نہ دینا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر وہ کامیابی دینا چاہے گا تو آپ دے دے گا اور اگر نہیں دینا چاہے گا تو سارے لشکر مل کر بھی کامیاب نہیں کر سکتے۔

حضرت عمرؓ کے بہادرانہ کارنامے

اس کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو وہی عمرؓ جو ابوبکرؓ کو یہ مشورہ دیتے تھے کہ اتنے بڑے لشکر کا ہم کہاں مقابلہ کر سکتے ہیں وہ بہت ہیں اور ہم تھوڑے جَیشِ اسامہؓ کو روک لیا جائے تا کہ وہ ہماری مدد کر سکے، اُن میں بھی وہی توکّل آ جاتا ہے اور وہ ایک وقت میں ساری دنیا سے جنگ کرتے ہیں اور ذرا نہیں گھبراتے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رومی حکومت سے لڑائی ہوئی وہ حکومت بڑی زبردست تھی اور اُس سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنا ایسا ہی تھا جیسے افغانستان انگریزی حکومت سے لڑائی شروع کر دے مگر باوجود اتنی زبردست حکومت کے ساتھ جنگ جاری ہونے کے جب حضرت عمرؓ کے سامنے یہ سوال پیش ہوا کہ کسریٰ کی فوجوں نے مسلمانوں کے مقابلہ میں سرگرمی دکھانی شروع کر دی ہے اور اُن کے بہت سے علاقے جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے اُن میں بغاوت اور سرکشی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں تو وہی عمرؓ جو ابوبکرؓ کو یہ مشورہ دیتے تھے کہ اگر ہم ایک ہی وقت میں ایک طرف جَیشِ اسامہؓ کو رومیوں کے مقابلہ میں بھیج دیں گے اور دوسری طرف اندرونی باغیوں کا مقابلہ کریں گے تو یہ سخت غلطی ہوگی حکم دیتے ہیں کہ فوراً ایران پر حملہ کر دو۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ایک وقت میں دو زبردست حکومتوں سے کس طرح مقابلہ ہوگا مگر آپ فرماتے ہیں کچھ پروا نہیں جاؤ اور مقابلہ کرو۔ مسلمان چونکہ اُس وقت رومی حکومت سے جنگ کرنے میں مشغول تھے اس لئے ایران پر مسلمانوں کا حملہ اس قدر دُور اَز قیاس تھا کہ ایران کے بادشاہ کو جب یہ خبریں پہنچیں کہ مسلمان فوجیں بڑھتی چلی آ رہی ہیں تو اُس نے اِن خبروں کو کوئی اہمیت نہ دی اور کہا کہ لوگ خواہ مخواہ جھوٹی افواہیں اُڑا رہے ہیں مسلمان بھلا ایسی حالت میں جب کہ وہ پہلے ہی ایک خطرناک جنگ میں مبتلا ہیں ایران پر حملہ کرنے کا خیال بھی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک تو ایرانیوں کی شکست کی بڑی وجہ یہی رہی کہ دارالخلافہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں کوئی فوج نہیں آتی تھی اور بادشاہ خیال کرتا تھا کہ لوگ جھوٹی خبریں اُڑا رہے ہیں مگر جب کثرت اور تواتر کے ساتھ اُسے اس قسم کی خبریں پہنچیں تو اُس نے اپنا ایک جرنیل بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ میرے پاس صحیح حالات کی رپورٹ کرو۔ چنانچہ اس نے جب رپورٹ کی کہ مسلمان واقع میں حملہ کر رہے ہیں اور وہ بہت سے حصوں پر قابض بھی ہو چکے ہیں تب اس نے اُن کے مقابلہ کیلئے فوج بھیجی۔ اس سے تم اندازہ لگا لو کہ مسلمانوں کا اس لڑائی میں کُودنا بظاہر کتنا خطرناک تھا جب کہ اس کے ساتھ ہی وہ رومی لشکروں کا بھی مقابلہ کر رہے تھے مگر حضرت عمرؓ کو خدا تعالیٰ نے مقامِ خلافت پر کھڑا کرنے کے بعد جو قوت بخشی اُس کے آگے اِن چیزوں کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

حضرت ابوہریرہؓ کا کسریٰ کے رومال میں تھوکنا

یہی وہ جنگ ہے جس میں مسلمانوں کو جب فتح حاصل ہوئی تو مالِ غنیمت میں کِسریٰ کا ایک رومال بھی آیا جو حضرت ابوہریرہؓ کو ملا۔ ایک دن انہیں کھانسی اُٹھی تو انہوں نے کسریٰ شاہِ ایران کا رومال نکال کر اس میں تُھوک دیا اور پھر کہا بَخٍ بَخٍ اَبُوْ ھُرَیْرَۃ کہ واہ، واہ ابوہریرہ تیری بھی کیا شان ہے کہ تُو آج کسریٰ شاہِ ایران کے رومال میں تُھوک رہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں بعض دفعہ مجھے اتنے فاقے ہوتے تھے کہ میں بھوک سے بیتاب ہو کر بیہوش ہو جاتا تھا اور لوگ یہ سمجھ کر کہ مجھے مرگی کا دورہ ہو گیا ہے میرے سر پر جُوتیاں مارنی شروع کر دیتے تھے مگر آج یہ حالت ہے کہ میں شاہی رومال میں تُھوک رہا ہوں۔ (بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة باب ما ذکر النبی ﷺ)

تو یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کی علامت خدا تعالیٰ نے خلفائے راشدین کے ذریعہ نہایت واضح رنگ میں پوری فرمائی اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے سِوا کبھی کسی کا خوف اپنے دل میں نہیں آنے دیا۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا دلیرانہ مقابلہ

اسی طرح حضرت عثمانؓ جیسے باحیا اور رقیق القلب انسان نے اندرونی مخالفت کا مقابلہ جس یقین سے کیا وہ انسانی عقل کو دنگ کر دیتا ہے۔ حالانکہ وہ عام طور پر کمزور سمجھے جاتے ہیں مگر جب ان کا اپنا زمانہ آیا تو انہوں نے ایسی بہادری اور جرأت سے کام لیا کہ انسان ان واقعات کو پڑھ کر حیران رہ جاتا ہے۔

یہی حال حضرت علیؓ کا ہے کسی مخالفت یا خطرے کی انہوں نے پروا نہیں کی حالانکہ اندرونی خطرے بھی تھے اور بیرونی بھی۔ مگر ان کے مدنظر صرف یہی امر رہا کہ خدا تعالیٰ کی مرضی پوری ہو اور ذرا بھی کسی سے خوف کھا کر اس منشاءِ الٰہی میں جو انہوں نے سمجھا تھا فرق نہیں آنے دیا۔

غرض تمام خلفاء کے حالات میں ہمیں یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کا نہایت اعلیٰ درجہ کا نظارہ نظر آتا ہے جو اس بات کا یقینی اور قطعی ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں خود مقامِ خلافت پر کھڑا کیا تھا اور وہ آپ ان کی تائید اور نصرت کا ذمہ وار رہا۔

(باقی آئندہ)

نماز جنازہ

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 15/اگست 2007ء قبل نماز عصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم ریاض احمد صاحب (آف فیصل آباد)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم ریاض احمد صاحب جلسہ سالانہ یوکے پر آئے تھے اور اچانک حرکت قلب بند ہونے سے 12/اگست 2007 کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی اہلیہ اور بچے بھی آپ کے ساتھ جلسہ پر آئے ہوئے تھے۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ صالحہ درد صاحبہ (کیولری گراؤنڈ لاہور کینٹ)

آپ 16-اپریل کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مرحومہ دارالمسیح قادیان میں حضرت سیدہ ام طاہر رضی اللہ عنہا کے مکان میں 1929ء میں پیدا ہوئیں۔ مرحومہ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی تھیں۔ لمبے عرصہ تک مختلف حیثیتوں میں پہلے قادیان اور پھر لاہور میں جماعتی خدمتوں کی توفیق پائی۔ 1982 سے 2003ء تک آپ لجنہ لاہور کی جنرل سیکرٹری کے طور پر کام کرتی رہیں۔ آپ ایک باذوق شاعرہ بھی تھیں۔

(2) مکرم سید محمد میاں سلیم شاہجہانپوری (آف کراچی)

آپ طویل علالت کے بعد 5-اگست 2007ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پاکستان ہجرت کے بعد نواب شاہ ضلع سندھ میں رہائش اختیار کی اور ایک طویل عرصہ بحیثیت صدر نواب شاہ جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کی ادبی کاوشوں سے تمام جماعت واقف ہے اور آپ کے کلام سے بذریعہ الفضل اور دیگر جماعتی رسائل و جرائد محظوظ ہوتی رہی ہے۔ "شعرائے احمدیت" آپ کی آخری تصنیف ہے جو آپ نے انتہائی بیماری کی حالت میں مکمل کی۔ مرحوم موصی تھے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ شمس النساء صاحبہ (اہلیہ مکرم سید عبدالجبار صاحب مرحوم۔ مونگھیر، بہار۔ انڈیا)

آپ 26/جولائی کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نیک، مخلص، صوم و صلوۃ کی پابند، دعاگو اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرمہ منصورہ طاہر صاحبہ (اہلیہ مکرم طاہر احمد صاحب۔ سائیکل ہاؤس، نیلا گنبد لاہور)

آپ 27/اپریل کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ عرصہ آٹھ سال سے سیکرٹری تربیت کے طور پر خدمت سرانجام دے رہی تھیں۔ وفات سے تین ماہ قبل تک اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھاتی رہیں۔ جب بھی کبھی جماعت کی طرف سے کوئی حکم ملتا یا خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی تحریک ہوتی تو آپ سب سے پہلے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرمہ عزیزہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عبدالغفور صاحب۔ دارالفتوح شرقی ربوہ)

آپ 28/جون کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ پنجگانہ نماز کا التزام باقاعدگی سے کرتی تھیں۔ تہجد گزار، غریب پرور اور ملنسار تھیں۔ جمعۃ المبارک کے روز مسجد اقصیٰ ربوہ میں ڈیوٹی دیتی رہیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرم چوہدری نواب دین بھٹی صاحب (آف بھروکے کلاں، ڈسکہ ضلع سیالکوٹ)

آپ 17/مئی کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم اور ان کی اہلیہ نے 1964 میں بیعت کی اور ساتھ ہی آپ کے دو بھائیوں نے بھی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ جس کے بعد یہاں مقامی جماعت کا قیام عمل میں آیا اور آپ جماعت کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔ تھوڑے عرصہ بعد ٹی بی کا حملہ ہوا۔ مقامی مولوی نے نعرہ لگایا کہ احمدی ہونے پر پکڑا گیا۔ تب آپ نے دعا کی "الٰہی اگر مَیں اس مرض میں مرگیا تو دشمن خوش ہوگا"۔ چنانچہ اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجزانہ شفا عطا فرمائی اور دوبارہ پھر کبھی آپ پر اس مرض کا حملہ نہیں ہوا۔ آپ مخلص، باعمل اور جماعت کی خاطر فدائیت کا جذبہ رکھنے والے نیک انسان تھے۔

(7) مکرم بشارت احمد صاحب (ابن مکرم حضرت میاں عبدالکریم صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

آپ 11 اور 12/اگست کی درمیانی رات کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے فتح پور ضلع گجرات میں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کچھ عرصہ جرمنی میں بھی مقیم رہے۔ اس دوران آپ نے اپنے گھر کو نماز اور جمعہ کی ادائیگی کے لئے بطور سنٹر وقف کیا ہوا تھا۔ آپ ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم منور احمد خورشید صاحب (واقف زندگی) مربی سلسلہ ہیں۔

(8) مکرم احمد حسین شاہد صاحب (واقف زندگی انسپکٹر اصلاح و ارشاد مرکزیہ۔ ربوہ)

آپ 4/اگست کو ہارٹ اٹیک سے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم لمبے عرصہ سے اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں بطور انسپکٹر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جن میں سے ایک بیٹا جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔ آمین۔

خطبہ جمعہ

بعض لوگ مادیت پسندی اور مادیت پرستی میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ نہ صرف مذہب سے تعلق نہیں رہا بلکہ مذہب کا مذاق اڑانے والے اور انبیاء کے ساتھ استہزاء کرنے والے ہیں اور ایسا طبقہ بھی ہے جو خدا کے وجود کا نہ صرف انکاری ہے بلکہ مذاق اڑانے والا ہے

آج کل یہ طوفان اور زلزلے جو دنیا میں آ رہے ہیں یہ وارننگز ہیں کہ حد سے زیادہ بڑھنے والے اس کی لپیٹ میں بھی آ سکتے ہیں۔ یہ چھوٹے درجہ کی آفات ہیں یہ انتہائی درجہ کی بھی ہو سکتی ہیں۔

ہر احمدی کا کام ہے کہ جہاں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے، دنیا کو بھی بتائے کہ ان آفات سے بچنے کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ ایک خدا کو پہچانو اور اس کے پیاروں کو ہنسی ٹھٹھے کا نشانہ نہ بناؤ۔

ہالینڈ کے ایک سیاسی لیڈر کے اسلام، بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید پر اعتراضات کا جواب اور احباب جماعت کو اس پہلو سے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو نیک فطرت، انصاف پسند لوگوں تک پہنچانے کی تاکیدی نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 24/اگست 2007ء بمطابق 24/ظہور 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت النور۔نن سپیٹ (ہالینڈ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَکَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (النحل:46)

آج مادیّت کی وجہ سے، مادیّت پسندی کی وجہ سے انسان بعض اخلاقی قدروں سے دُور، مذہب سے دُور اور خدا سے دُور جا رہا ہے اور بہت کم ایسے ہیں جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ تمام وہ نعمتیں اور وہ چیزیں جن سے انسان فائدہ اٹھا رہا ہے خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے انہیں انسان کے تابع کیا ہوا ہے اور پھر اس اشرف المخلوقات کو جو دماغ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس سے وہ نت نئی ایجادیں کر کے اپنی سہولت اور حفاظت کے سامان کر رہا ہے۔ پس یہ بات ایسی ہے کہ جو انسان کو اس بات کی طرف توجہ دلانے والی بننی چاہئے کہ وہ اپنے خدا کا شکرگزار بنے، اپنے مقصد پیدائش کو سمجھے، جو کہ اس خدائے واحد کی عبادت کرنا ہے جس نے یہ سب نعمتیں مہیا کی ہیں، جس نے یہ تمام نظام پیدا کیا اور انسان کی خدمت پر لگایا ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا بہت کم ایسے ہیں جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں بلکہ ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جو نہ صرف سمجھتے نہیں بلکہ اس کے خلاف چل رہے ہیں اور مادیت پسندی اور مادیت پرستی میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ نہ صرف مذہب سے تعلق نہیں رہا بلکہ مذہب کا مذاق اڑانے والے بن رہے ہیں، انبیاء کے ساتھ استہزاء کرنے والے ہیں اور ایسا طبقہ بھی ہے جو خدا کے وجود کا نہ صرف انکاری ہے بلکہ مذاق اڑانے والا ہے۔ خدا سے انکار کے بارے میں کتابیں لکھی جاتی ہیں اور سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتب میں ان کا شمار ہوتا ہے، بڑی پسندیدہ کتب میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ یورپ اور مغرب میں ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو خدا سے دُور جا رہے ہیں جو اس قسم کا بیہودہ لٹریچر پیدا کر رہے ہیں اور ایسے پیدا کردہ لٹریچر کو پسند کرنے والے ہیں اور اس بات میں یہ لوگ اس لحاظ سے مجبور ہیں ان کی بیچارگی بھی ہے کہ ان کو ان کے مذہب نے دل کی تسلی نہیں دی۔

ایک خدا کی بجائے جو سب طاقتوں کا سرچشمہ اور ہر چیز کا خالق ہے، اس کو چھوڑ کر جب یہ لوگ ادھر ادھر بھٹکتے ہیں اور کئی خداؤں کے تصور کو جگہ دیتے ہیں، دعا کے فلسفے اور دعا کے معجزہ سے ناآشنا ہیں اور زندہ خدا کے تعلق سے ناآشنا ہیں۔ تو پھر ظاہر ہے کہ یہ جو ایسے لوگ سوچتے ہیں ان سوچنے والے ذہنوں کو خدا اور مذہب کے بارے میں یہ بات بے چینی میں بڑھاتی ہے کہ تصور تو مذہب کا ہے لیکن ہمیں کچھ حاصل نہیں ہو رہا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ ایک خدا کو بھول گئے ہیں اور یہی چیز ان کو مذہب سے دور لے جا رہی ہے، جیسا کہ مَیں نے کہا، بعض اس میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ خدا کے تصور سے ہی انکاری ہیں اور صرف انکاری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر استہزاء آمیز الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

پھر ایک طبقہ ایسا ہے جو اسلام کے بغض اور کینے میں اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ ہر روز اسلام، بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور قرآن کریم پر نئے سے نئے انداز میں حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن اور آنحضرت ﷺ کی طرف وہ باتیں منسوب کرتے ہیں جن کا قرآن کی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کے عمل سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ تو بہرحال یہ لوگ اور پہلی قسم کے لوگ جو مَیں نے بتائے جو مذہب سے دور ہٹے ہوئے ہیں اور خدا کے تصور کو نہ ماننے والے ہیں یہ بھی تنقید کا نشانہ بنانے کے لئے زیادہ تر اسلام اور مسلمانوں کی مثالیں پیش کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ان سب کو نظر آ رہا ہے کہ مذہب کا اور خدا کی ذات کا صحیح تصور پیش کرنے والی اگر کوئی تعلیم ہے تو اب صرف اور صرف اسلام کی تعلیم ہے، قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ بعض سے تو اسلام اور آنحضرت ﷺ سے بغض اور کینے کا اظہار اس قدر ہوتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں، ان پڑھی لکھی قوموں میں، مغرب میں، جو اپنے آپ کو بڑا ترقی یافتہ اور آزادی کا علمبردار اور دوسروں کے معاملے میں دخل نہ دینے کا دعویٰ کرنے والے ہیں یہاں ایسے لوگ ہیں جو تمام حدیں پھلانگ گئے ہیں اور اسلام دشمنی نے ان کو بالکل اندھا کر دیا ہے۔

گزشتہ دنوں یہاں ایک سیاسی لیڈر جن کا نام خیرت ولڈرز (Geert Wilders) تھا انہوں نے ایک بیان دیا تھا جس میں انہوں نے اپنے دل کے بغض اور کینے کا اظہار کیا ہے۔ ان کی ہرزہ سرائی آپ

میں سے بہت سوں نے سنی ہوگی۔ دنیا کو بھی پتہ لگے، لکھتے ہیں کہ مَیں چاہتا ہوں کہ لوگ سچائی کو خود دیکھیں۔ ان لوگوں کی یہ بڑی دجّالی چالیں ہوتی ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ اس بات کا آغاز محمد ﷺ سے شروع ہوتا ہے جس طرح اکثر مسلمان ان کی محبت بھری شخصیت کی خاکہ کشی کرتے ہیں حقیقت میں وہ ویسے نہیں تھے۔ جب تک وہ مکّہ میں رہے اور یہاں پر بھی صرف قرآن کے کچھ حصے وجود میں آئے اس وقت تک تو ان کی شخصیت میں محبت تھی لیکن جیسے جیسے ان کی عمر بڑھتی گئی اور خاص طور پر مدینے میں رہائش کے زمانے میں وہ بتدریج تشدد آمیز طبیعت کی طرف مائل ہوتے گئے (نعوذ باللہ)۔

پھر لکھتے ہیں کہ سورۃ 9 آیت 5 میں آپ دیکھتے ہیں کہ کس طرح عیسائیوں، یہودیوں اور مرتدوں کے خلاف تشدّد پر اکسایا گیا ہے۔ اکثر آیات ایک دوسرے کی ضدّ ہیں۔ پھر بائبل کی تعریف کی ہے۔ خیر اس کا ایک علیحدہ موضوع ہے، مَیں نہیں چھیڑتا۔

پھر لکھتے ہیں قرآن میں حکومت اور مذہب کی علیحدگی کا کوئی تصور نہیں ہے، اس سے آپ انکار نہیں کر سکتے کہ نہ صرف محمد ﷺ (نعوذ باللہ) ایک تشدد پسند شخصیت تھے بلکہ قرآن خود بھی متشددانہ خیالات پر مبنی کتاب ہے۔

پھر ایک اور اخبار میں لکھتا ہے کہ مَیں خدا کی عبادت کا سن سن کر تنگ آ گیا ہوں، اخبار میں بیان دیتے ہوئے خیرت ولڈرز (Geert Wilders) نے صرف قرآن پر پابندی لگانے کا ہی مطالبہ نہیں کیا بلکہ سیاسی رہنماؤں پر بھی تنقید کی کہ دہشت گرد مسلمانوں کو ملک میں جگہ دے رہے ہیں یعنی یہ بے چارے سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک رہے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ مَیں اسلام سے تنگ آ گیا ہوں اب کوئی مسلمان یہاں ہجرت کر کے نہیں آنا چاہیئے، مَیں ہالینڈ میں اللہ کی عبادت کا سن سن کر بھر چکا ہوں، مَیں ہالینڈ میں قرآن کے تذکرے سے تنگ آ گیا ہوں، نعوذ باللہ اس فاشسٹ (Fascist) کتاب پر پابندی لگائی جائے۔ فاشزم کا اظہار تو یہ خود کر رہے ہیں۔

اب آنحضرت ﷺ پر انہوں نے پہلا اعتراض کیا ہے کہ جس طرح عمر بڑھتی گئی نعوذ باللہ تشدد آمیز طبیعت کی طرف مائل ہوتے گئے، صاف ظاہر ہے کہ بغض اور کینے نے انہیں اتنا اندھا کر دیا ہے کہ قرآن پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کی اور قرآن کو یہ لوگ ویسے بھی پڑھتے ہی نہیں، ادھر ادھر سے سنی سنائی باتیں کرتے ہیں اور قرآن تو خیر کیا پڑھنا تھا، یہ تاریخ کو بھی مسخ کر رہے ہیں۔ جوان سے بہت زیادہ علم رکھنے والے عیسائی تھے وہ بھی جو اعتراض نہیں کر سکے انہوں نے وہ اعتراض بھی کر دیا۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سے یہ اعتراض ڈھونڈ نکالے ہیں۔ سورۃ مائدہ نہ صرف مدنی سورۃ ہے بلکہ اس بارے میں ساری روایتیں یہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے آخری سال میں یہ نازل ہوئی تھی اور اس میں دشمنی اور تشدد کو ختم کرنے کی اور انصاف قائم کرنے کی کیا ہی خوبصورت تعلیم ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مدینے میں آ کر تشدّد کی تعلیم بڑھ گئی۔ یہ آخری سورۃ جو آنحضرت ﷺ کی زندگی میں نازل ہوئی اس کی تعلیم کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (سورۃ المائدۃ آیت 9) کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو، تم انصاف کرو، یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔ اب یہ دکھائیں، یہ خوبصورت تعلیم ان کے یا کسی اور مذہب میں کہاں ہے۔ لیکن جن کو بغض اور کینے نے اندھا کر دیا ہو، ان کو سامنے کی چیز بھی نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے تو پہلے ہی فرما دیا ہے کہ جو اندھے ہیں ان کو تم نے راستہ کیا دکھانا ہے، ان کو تم نے روشنی کیا دکھانی ہے، کوشش کر لو نہیں دکھا سکتے۔

پھر یہ صاحب کہتے ہیں کہ سورۃ توبہ کی آیت 5 میں عیسائیوں، یہودیوں اور مرتدوں کے خلاف تشدد پر اکسایا ہے۔ اگر آنکھوں کے پردے اتار کر دیکھیں، قرآن کریم کو صاف دل ہو کر پڑھیں تو خود ان کو نظر آئے گا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین سے جنگ کی اجازت دی ہے جو باز نہیں آتے، کسی قسم کا معاہدہ نہیں کر رہے، ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں۔ اور اب جبکہ اسلامی حکومت قائم ہو گئی تو حکم ہے کہ ایسے مشرکین سے جو تم سے جنگ کر رہے ہیں تم بھی جنگ کرو کیونکہ وہ تمہارے خلاف فتنہ فساد اور جنگ کی آگ بھڑکا رہے ہیں مختلف قبائل کو بھی بھڑکا رہے ہیں اور صرف یہی نہیں جس طرح یہ فرماتے ہیں کہ سب کو قتل کر دینا ہے بلکہ اس میں قید کا بھی حکم ہے کہ قید کرو، ان کو محصور کرو، ان پر نظر رکھو، تاکہ وہ ملک میں فتنہ وفساد کی آگ نہ بھڑکائیں۔ اگر خیرت ولڈرز (Geert Wilders) صاحب کے نزدیک ایسی صورت میں بھی کھلی چھٹی ہونی چاہیئے، اگر ہر ایک کو اجازت ہے تو پھر یہ اپنے ملک میں پہلے سیاسی لیڈر ہیں جو تمام مجرموں کو کھلی چھٹی دلوانے کے لئے قانون پاس کروائیں گے کہ ہر کوئی جو چاہے کرتا پھرے۔ یہ مجرم کسی خاص مذہب کے نہیں ہوں گے۔ مجرم تو ہر قوم اور ہر مذہب میں ہیں پھر صرف مسلمانوں کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں جو امن سے ملک میں رہ رہے ہیں، جو ملک کے قانون کی پابندی کر رہے ہیں۔

اور آخر پر اپنے کینے کا اظہار اس طرح کر دیا کہ جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اصل میں تو یہ صاحب خدا تعالیٰ کے خلاف ہیں، اسلام کے زندہ اور واحد خدا کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ان کو یہ نظر آ رہا ہے کہ یہی ایک ایسا دین ہے جو دلیل سے ہر ایک کا منہ بند کرنے والا ہے اس لئے دلیل سے کام نہیں بنے گا، وہ تو ان کے پاس ہے نہیں، ملک کے قانون پاس کر کے سختی سے کام کرو تو پھر ہی بات بنے گی۔ تو یہی ہارے ہوؤں کی نشانی ہوتی ہے۔ خود اعتراف کر رہے ہیں کہ ہم ہار گئے۔ ہالینڈ میں وقتاً فوقتاً اسلام کے خلاف باتیں اٹھتی رہتی ہیں، ابال اٹھتا رہتا ہے۔ عورتوں کے پردے کے بارے میں اٹھا اور کبھی کسی معاملے میں اٹھا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام ڈچ قوم ایسی ہے، شرفاء بھی ان میں ہیں، لیڈرز میں بھی اچھے لوگ ہیں، مختلف قسم کے لوگوں میں اچھے لوگ ہیں اور انہوں نے اس بات پر جو قرآن کریم کے بارے میں انہوں نے کی اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں کی، ردّعمل کا اظہار بھی کیا ہے، ان کے ایک ممبر پارلیمنٹ ہیں ہالبے زائل سترا (Helbe Zejlstra) یا جو بھی نام ہے یہ اس کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ آپ کو مذہبی آزادی سلب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ پھر یراؤن دائسل بلوم (Jeroen Dijselbloem) لکھتے ہیں کہ ولدرز (Wilders) اپنے راستہ سے بھٹک گیا ہے۔ ہالینڈ میں آپ جس طرح کے عقیدے پر ایمان رکھنا چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ ایک اور پارٹی کے لیڈر نے لکھا (یہ ممبر پارلیمنٹ ہیں) کہ تمام حدود کو پیچھے چھوڑ دیا گیا ہے، ولڈرز (Wilders) کو ایک ریشسٹ (Raciest) کا نام دینا چاہیئے۔ پھر ایک وکیل جو کونسلر رہے ہیں، انہوں نے اپنی ذاتی حیثیت میں اس کی اس حرکت پر پولیس میں کیس درج کروایا ہے۔ ایک خاتون نے بھی اس کی بات کو ردّ کیا ہے۔ اسی طرح ایک نے لکھا کہ کتابوں پر پابندی لگانا دراصل ڈکٹیٹرشپ کا آغاز ہے۔ یہاں کی کابینہ نے بھی ولدرز (Wilders) کے بیان پر سخت ردّعمل ظاہر کیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس قسم کے بیانات دے کر ہالینڈ میں بسنے والے مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت کی بے عزتی کی گئی ہے۔ وزیر خارجہ نے بھی کہا ہے کہ ہالینڈ میں قرآن پر پابندی کا کوئی خیال نہیں۔ بہرحال یہاں شرفاء بھی ہیں اور اس قسم کے لوگ بھی ہیں۔

ہر احمدی کا فرض ہے کہ جہاں مخالفین کے اعتراض کو ردّ کریں، ان کو جواب دیں وہاں ان شرفاء کا شکریہ بھی ادا کریں جو ابھی تک اخلاقی قدریں رکھے ہوئے ہیں۔ اُن تک اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچائیں۔ ان کے اندر جو نیک فطرت اور انصاف پسند انسان ہے، اس کو ایک خدا کا پیغام پہنچائیں۔ آج دنیا میں جو ہر طرف افراتفری ہے اس کی وجوہات بتائیں کہ تم لوگ خدا سے دور جا رہے ہو، اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانو، ان میں بھی ایک خدا کا پیغام پہنچائیں ان کو بتائیں کہ دل کا چین اور سکون دنیا کی چکا چوند اور لہو ولعب میں نہیں ہے، نشّہ میں نہیں ہے۔ دلی سکون کے لئے یہاں کے لوگ نشّہ کی بہت آڑ لیتے ہیں، ہر قسم کا نشہ کرتے ہیں۔ ان کو بتائیں کہ اصل سکون خدا کی طرف آنے میں ہے، اس لئے اس خدا کو پہچانو جو واحد اور تمام قدرتوں کا مالک ہے۔ جو لوگ حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور مذہب سے دور جانے والے ہیں یا مذہب اور خاص طور پر اسلام سے استہزاء کرنے والے ہیں، ان کے پیچھے نہ چلو۔ اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کی پکڑ بھی کرتا ہے، ولدر (Wilders) جیسے لوگوں کو بھی بتائیں کہ اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دو، اور اللہ کی غیرت کو نہ بھڑکاؤ۔

آج کل جو یہ طوفان اور زلزلے دنیا میں آ رہے ہیں، پانی کے طوفان ہیں، کہیں ہواؤں کے طوفان ہیں، کہیں زلزلے آ رہے ہیں۔ یہ وارننگز ہیں کہ حد سے زیادہ بڑھنے والے اس کی لپیٹ میں بھی آ سکتے ہیں، کوئی دنیا کا ملک محفوظ نہیں ہے، کوئی دنیا کا شخص محفوظ نہیں ہے۔ ہالینڈ تو ویسے بھی ایسا ملک ہے جس کا اکثر حصہ سمندر سے نکالا ہوا ہے، طوفان تو بلندیوں اور پہاڑوں کو بھی نہیں چھوڑتے، یہ تو برابر کی جگہ ہے بلکہ بعض جگہ نیچی بھی ہے۔

1953ء میں یہاں طوفان آیا تھا جس نے بڑی آبادی کو نقصان پہنچایا تھا اس کے بعد ان لوگوں نے، یہاں کی حکومت نے بچاؤ کے لئے ایک بڑا منصوبہ بنایا جس میں دریاؤں کے منہ پر سمندر میں بہت سارے بند باندھے گئے، روکیں بنائی گئیں، ڈیم بنائے گئے، یہ منصوبہ جہاں مختلف جگہوں پر ہے ڈیلٹا ورکس کہلاتا ہے، مَیں بھی اسے دیکھنے گیا تھا، یہ ایک اچھی انسانی کوشش ہے لیکن دنیا میں آج کل جس طرح طوفان آ رہے ہیں، کوئی بھی ملک اس سے محفوظ نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ وہاں گائیڈ تھا، مجھے کہنے لگا کہ اس کی وجہ سے ہم نے آئندہ کے لئے ہالینڈ کو محفوظ کر دیا ہے۔ تو مَیں نے اس سے کہا کہ یہ کہو کہ محفوظ کرنے کی جو بہترین کوشش ہو سکتی تھی ہم نے کی ہے۔ اصل تو خدا جانتا ہے کہ کب تک کے لئے تم نے اس کو محفوظ کیا ہے، اور کب تک یہ حفاظت رہے گی۔ کہنے لگا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس کے بعد جتنی دیر بھی وہ مجھے تفصیل بتاتا رہا، ہر فقرے کے ساتھ یہی کہتا تھا کہ یہ کوشش ہے، کیونکہ ایسے طوفان عموماً 200 سال بعد آتے ہیں۔ لیکن اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب طوفان آئے اور کس حد تک یہ محفوظ رہ سکے۔ بہرحال اس دوران میں جب بھی وہ مجھے کوئی تفصیل بتا رہا تھا، کم از کم چار پانچ مرتبہ اس نے خدا کی خدائی کا اقرار کیا اور بیان کیا کہ ہاں اگر اللہ محفوظ رکھے تو ہم رہ سکتے ہیں۔ تو یہاں ایسے لوگ ہیں جن کو اگر سمجھایا جائے تو ایک خدا کا تصور فوراً ابھرتا ہے۔ آفت میں گھرے ہوں تو اللہ کہتا ہے کہ اس وقت میرا نام ہی لیتے ہیں اور کوئی خدا یاد نہیں آتا۔ اس نے

مجھے کہا کہ وزیٹرز بک (Visitor's Book) پر اپنے تاثرات لکھ دو، دستخط کرو تو مَیں نے اس پر یہی لکھا کہ یہ ایک اچھی انسانی کوشش ہے اور کوشش کے لحاظ سے ایک زبردست منصوبہ ہے جو ملک کو بچانے کے لئے انجینئرز نے بنایا ہے۔ لیکن ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اصل منصوبے خدا تعالیٰ کے ہیں اور حقیقی حفاظت میں رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی یاد ہمیشہ رہنی چاہئے۔

تو بہرحال آج کل دنیا جس مادیت پرستی میں پڑی ہوئی ہے، اور اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے، مغرب بھی اسی طرح ہے اور مشرق بھی اسی طرح ہے، سب خدا کو بھولے ہوئے ہیں۔ پھر بعض طبقے جو مزید آگے بڑھے ہوئے ہیں وہ پھر اللہ تعالیٰ کی غیرت کو بھڑکانے والے بھی ہیں، نہ صرف بھولے ہوئے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بیہودہ گوئی بھی کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں خدا تعالیٰ کے عذاب کو آواز دینے والی ہیں۔

پس ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ دنیا کے ہر ملک میں اتمام حجت کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائے۔ اسلام کی صحیح تصویر دنیا کو دکھائیں۔ عیسائیوں کو بھی، یہودیوں کو بھی، لامذہبوں کو بھی اور مسلمانوں کو بھی جو تمام نشانات دیکھنے کے باوجود مسیح موعود کا انکار کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی، پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے‘‘۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 268 مطبوعہ لندن)

گزشتہ 100 سال کا جائزہ لیں تو زلزلوں اور آسمانی آفات کی تعداد گزشتہ کئی 100 سال سے زیادہ ہے۔ گزشتہ گیارہ بارہ سو سال میں اتنی آفات نہیں آئیں جتنی گزشتہ 100 سال میں آئی ہیں۔ اس سال بھی کئی زلزلے اور طوفان آئے اور دنیا میں کئی جگہ آئے، یہ انسان کو وارننگ ہے کہ خدا کو پہچانو۔ ہر احمدی کا کام ہے کہ جہاں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرے دنیا کو بھی بتائے کہ ان آفات سے بچنے کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ ایک خدا کو پہچانو اور اس کے پیاروں کو ہنسی ٹھٹھے کا نشانہ نہ بناؤ۔

ساری دنیا میں اس سال چند مہینوں میں جو قدرتی آفات آئی ہیں، ان کا مختصر جائزہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں، کبھی یہ نہیں ہوا کہ چند ماہ میں دنیا کا ہر خطہ کسی نہ کسی آفت کی لپیٹ میں آ گیا ہو لیکن اس سال آپ دیکھیں گے کہ ہر جگہ آفات آ رہی ہیں۔ ان کو بتائیں کہ اب بھی وقت ہے کہ انسان خدا کو پہچانے۔ یہ چھوٹے درجہ کی جو آفات ہیں یہ انتہائی درجہ کی بھی ہو سکتی ہیں۔

پس ہر احمدی پہلے سے بڑھ کر دنیا تک خدا کا پیغام پہنچانے والا بن جائے۔ مَیں نے جو معلومات لی تھیں، پتہ نہیں یہ مکمل بھی ہیں کہ نہیں لیکن اس کے مطابق اس سال فروری میں انڈونیشیا میں Floods آئے، 3 لاکھ چالیس ہزار آدمی گھروں سے بے گھر ہو گئے۔ پھر 2 زلزلے آئے 6.4 اور 6.3 ریکٹر سکیل میں میگنی چیوڈ تھا۔ پھر چند گھنٹوں کے وقفے سے انڈونیشیا، سماٹرا میں زلزلہ آیا۔ پھر سولومن آئی لینڈز پیسیفک میں زلزلہ آیا، بہت بڑا زلزلہ تھا، بڑی تباہی پھیلائی اور ہزاروں آدمی بے گھر ہو گئے۔ ریکٹر سکیل پر 8.1 میگنی چیوڈ تھا۔ پھر پاکستان میں Floods آئے، کراچی میں بارشوں سے بے تحاشا Floods آئے۔ ہزاروں آدمی بے گھر ہو گئے، کئی مرے، کہتے ہیں کہ بلوچستان میں تقریباً 25 لاکھ آدمی متاثر ہوئے۔ 80 ہزار گھر تباہ ہو گئے، ساڑھے 6 ہزار گاؤں برباد ہو گئے۔ پھر جون میں پاکستان میں سائیکلون (Cyclone) کا خطرہ تھا، بہرحال وہ ٹل گیا لیکن دوسری طرف بلوچستان کی طرف چلا گیا، وہاں تباہی پھیلائی۔ پھر جون میں بنگلہ دیش میں ایک بہت بڑا طوفان آیا جس سے بڑی تباہی ہوئی۔ پھر جولائی میں انڈیا میں Floods آئے، پھر جولائی میں یوکے میں بھی Floods آئے اور آدھا یوکے ڈوب گیا اس سے پہلے جو طوفان آ چکے ہیں اس سے جرمنی وغیرہ ہر جگہ متاثر ہوئے تھے۔ پھر پاکستان میں آسمانی بجلی گرنے سے بڑی تباہی ہوئی، پھر جاپان میں زلزلہ آیا اس کا بھی 6.8 میگنی چیوڈ تھا۔ پھر اگست میں امریکہ میں طوفان آئے، کئی عمارتیں گر گئیں، کافی تباہی ہوئی۔ چین میں پُل گر گئے جو طوفان سے Collapse ہوئے اور کافی تباہی ہوئی۔ نارتھ کوریا میں بارشوں اور Flood سے تباہی ہوئی۔ پھر پیرو میں زلزلہ آیا، اس نے بڑی تباہی مچائی۔ پاکستان میں اس کے بعد پھر دوبارہ Floods آئے تو یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن کے بارہ میں مَیں نے مختصراً بتایا ہے، یہ توجہ دلانے والی ہیں۔

آسٹریلیا میں طوفان سے بڑی تباہی آئی، ان کی بڑی بڑی موٹرویز ڈوب گئیں، بلکہ بہہ گئیں جس کا وہاں تصور نہیں تھا۔ پھر برکینا فاسو افریقہ میں پچھلے دنوں بارش ہوئی، خوفناک تباہی آئی، دو لاکھ آدمی متاثر ہوئے۔ پھر ہوائی (Hawai) میں ہریکین (Hurricane) سے تباہی آئی اور ساتھ زلزلہ بھی آیا اور وہ کہتے ہیں ہوائی میں اس قسم کے طوفانوں اور زلزلوں کا بہت کم امکان ہوتا ہے۔ پھر بحیرہ عرب (Arabian Sea) میں طوفان آیا، کہتے ہیں دوسرے سمندروں میں تو ایسا طوفان آتا ہے، لیکن اس قسم کا طوفان بحیرۂ عرب میں کبھی نہیں آتا۔ وہی طوفان خشکی پر بھی چڑھ سکتا تھا جس کو ٹراپیکل سائیکلون (Tropical Cyclone) کہتے ہیں۔ البامہ (Alabama) میں طوفان آیا، پہلے وارننگ تھی، انہوں نے بڑی تیاری کی تھی، اس کے باوجود اس نے بڑی تباہی پھیلائی۔ کہتے ہیں کہ اس میں ایک ہائی سکول کی ایک عمارت گر گئی، عمارت میں لوگوں نے پناہ لی ہوئی تھی، دوسری جگہ پناہ لی تو وہ عمارت تباہ ہو گئی اور اس طرح بہت ساری عمارتیں تباہ ہو گئیں۔ جہاں لوگ پناہ لیتے تھے اسی کو یہ ٹارینڈو (Tornado) اڑا کر لے جاتا تھا۔ اسی طرح جنوبی افریقہ میں بھی بڑا طوفان آیا۔ یہ ساری چیزیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کام کر رہی ہے اور انسان کو اس طرف توجہ دلا رہی ہے کہ ایک خدا کی پہچان کرو اور حد سے آگے نہ بڑھو، انبیاء کا اور خدا کا استہزاء نہ کرو۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا وہ لوگ جنہوں نے بری تدبیریں کیں امن میں ہیں کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان کے پاس عذاب وہاں سے آ جائے جہاں سے وہ گمان نہ کرتے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہی بتایا ہے کہ بُری تدبیر کرنے والے اللہ کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے ہیں۔ جب یہ لوگ حد سے بڑھتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی چکی چلتی ہے۔

پس یہ بظاہر جو چھوٹے چھوٹے طوفان اور زلزلے ایک تسلسل کے ساتھ اس سال دنیا میں آئے ہیں، ان سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ مغرب کو بھی اور مشرق کو بھی اور ہر مذہب والے کو بھی۔ مسلمانوں کو بھی اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو بھی۔ اس بات کو سوچیں اور وجہ تلاش کریں کہ کیوں خدا کا عذاب بھڑکا ہے۔ آواز دینے والے کی اس آواز پر غور کریں، جو آپ نے فرمایا تھا کہ مَیں نہ آیا ہوتا تو بلاؤں میں تاخیر ہو جاتی۔ پس اگر ان بلاؤں سے بچنا ہے تو اس آنے والے کی آواز پر مسلمانوں کو بھی غور کرنا ہوگا اور عیسائیوں کو بھی غور کرنا ہوگا اور دوسرے مذاہب والوں کو بھی غور کرنا ہوگا اور لامذہب والوں کو بھی غور کرنا ہوگا۔ ورنہ پھر آواز دینے والے کا یہ اعلان بھی ہے کہ: ’’اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں‘‘۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 269 مطبوعہ لندن)

پس یہ پیغام ہے جو آج ہر احمدی نے دنیا میں، دنیا کی بقا کے لئے، دنیا کو بچانے کے لئے دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خدا کی حقیقی پہچان کی توفیق دے اور دنیا کو بھی اس واحد خدا کی پہچان کرانے والا بنائے تا اس واحد اور یگانہ خدا کے عذاب کی بجائے ہم اس کے رحم کو حاصل کرنے والے بن سکیں۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی شکرانہ فنڈ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ 2008ء میں جماعت خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کو عالمگیر سطح پر منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نے اس مبارک موقع پر شکرانہ کے طور پر دس لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ کی رقم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کرنے کی تجویز دی تھی جسے حضور ایدہ اللہ نے منظور فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کو خلافت کی عظیم الشان نعمت کا بھرپور احساس ہے۔ احباب کی یاد دہانی کے لئے تحریر ہے کہ وہ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی اس شکرانہ فنڈ میں دلی محبت اور خلوص کے ساتھ حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کی برکات سے دائمی حصہ عطا فرمائے اور ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرمائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب

صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت کم از کم پچاس فیصد گھرانوں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب پہنچانا بھی شامل ہے۔ امراء کرام و مبلغین انچارج اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جائزہ لے کر ٹارگٹ کو جلد از جلد حاصل کرنے کی سعی فرمائیں اور اپنی مساعی سے وکالت اشاعت لندن کو بھی مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

بقیہ:رپورٹ دورہ حضور انور
از صفحہ نمبر 16

کا شرف حاصل کیا۔مکرم لئیق احمد عاطف صاحب مبلغ سلسلہ مالٹا کے ذریعہ ان کا جماعت سے تعارف ہوا اور ایم ٹی اے کے ذریعہ مزید دلچسپی بڑھی اور انہوں نے حضور انور سے ملنے کی خواہش کی۔ ملاقات کے دوران حضور انور نے ان کے ساتھ مالٹا کے مختلف دلچسپی کے امور پر گفتگو فرمائی اور انہیں یادگار کے طور پر اپنا قلم عطا فرمایا۔ جب یہ ملاقات کرکے باہر آئے توان پر حضور انور کی قوت قدسیہ کا نمایاں اثر تھا جس کا اظہار انہوں نے اس طرح کیا:

"He was speaking from his heart and I wish him to come Malta".

اور پھر بار بار حضور کے دئے ہوئے قلم کو دیکھتے اور میٹنگ ہال میں لگی ہوئی حضور انور کی تصویر کو جا کر دیکھنے لگے۔ایک نظر قلم پر ڈالتے اور ایک نظر تصویر پر۔ آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے احمدیت کی تصاویر کے پاس کھڑے ہوکر تصویر بنوائی۔

مسجد ”بیت الجامع“ اوفن باخ کا وزٹ

آج پروگرام کے مطابق ملاقاتوں کے بعد آٹھ بجے شام اوفن باخ کے لئے روانہ ہوئے۔ سو مساجد تحریک کے تحت مسجد ”بیت الجامع“ کا سنگ بنیاد حضور انور نے 2004ء میں رکھا تھا اور دسمبر 2006ء میں اس کا افتتاح فرمایا تھا۔ روانگی سے قبل حضور انور نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو اب تک جمع ہونے والی ڈاک گاڑی میں رکھوانے کی ہدایت فرمائی۔ آٹھ بج کر 25 منٹ پر حضور انور کا قافلہ مسجد بیت الجامع پہنچا۔ مسجد رنگ برنگی روشنیوں اور جھنڈیوں سے سجی ہوئی ہے جگمگ کرتے قمقمے اور مسجد کا روشن مینارہ خوبصورت منظر پیش کررہا ہے۔ بیت السبوح میں آج کا روز، روز عید تھا تو بیت الجامع میں آج شب، شبِ بارات۔

مسجد ”بیت الجامع“ کے سامنے موجود بچوں نے حضور انور کو اَھْلًا وَ سَھْلًا وَ مَرْحَبًا کہا اور دلکش ترانے اور نغمے گا کر حضور کا استقبال کیا۔ باقی تمام احباب کو مسجد کے اندر ہی موجود رہنے کی ہدایت تھی۔ سب سے پہلے عہدیداران کا حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو ہوا اور حضور نے اپنے دست مبارک سے ایک سیب اور چیری کا پودہ لگایا۔ اس کے بعد حضور انور مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ احباب بڑی ترتیب کے ساتھ قطاروں میں کھڑے ہوگئے اور حضور انور نے ہر ایک کے پاس جا کر شرف مصافحہ بخشا۔ یہ بڑا روح پرور نظارہ تھا۔ لوگ دست مسیحا سے ملائے ہوئے ہاتھ اپنے جسم پر ملتے اور ہر ایک چہرے سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ ”چشم ما روشن دل ماشاد“۔

اس کے بعد حضور انور مستورات کی طرف تشریف لے گئے۔ بچیوں میں چاکلیٹ تقسیم کئے اور کچھ وقت وہاں ٹھہرنے کے بعد باہر تشریف لائے۔ جو احباب خصوصاً ڈیوٹی والے جو مصافحہ کرنے سے رہ گئے تھے انہیں بھی حضور انور نے شرف مصافحہ عطا فرمایا اور بچوں میں بھی چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔ بعض خوش نصیب بچے ایسے بھی تھے جن کے کاندھے پر حضور انور نے دست مبارک پھیرا۔

حضور انور نے عمارت کے بعض حصوں کا معائنہ فرمایا اور تھوڑی دیر کے لئے مسجد کی بالائی منزل پر بھی تشریف لے گئے۔ بعدہٗ حضور انور نے مسجد بیت الجامع میں نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔ اور باہر مین گیٹ کے پاس رونق افروز ہوکر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی اور مکرم سعید گیسلر صاحب کو مسجد کے سامنے والے حصہ کی کھڑکیوں کے اوپر اسلامی طرز پر محرابیں بنانے اور متفرق امور کے بارہ میں ہدایات فرمائیں اور فرمایا کہ اس بارہ میں اپنے ماہر تعمیرات سے مشورہ کرکے بتائیں۔

اس کے بعد بیت السبوح کے لئے واپسی ہوئی اور نو بج کر پچپن منٹ پر قافلہ بیت السبوح پہنچا۔ اس دوران حضور انور نے گاڑی میں جو ڈاک ملاحظہ فرمائی تھی وہ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے سپرد ہوئی اور حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج بھی دھوپ کے ساتھ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلتی رہی اور موسم خوشگوار رہا۔

29/اگست 2007ء:

آج حضور انور نے نماز فجر پانچ بج کر پچیس منٹ پر مسجد بیت السبوح میں پڑھائی۔

انفرادی واجتماعی ملاقاتیں

حضور دس بج کر 40 منٹ پر دفتر تشریف لائے اور حسب پروگرام جرمنی، پاکستان، آسٹریا اور سوئٹزرلینڈ کے احباب سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو نماز ظہر وعصر تک جاری رہا۔ آج 59 خاندانوں کے 217 افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کرکے جہاں تبرکات اور دعائیں حاصل کیں وہاں حضور کی قوت قدسیہ سے بھی فیض پایا۔ دو بجے حضور انور نے نماز ظہر و عصر بیت السبوح میں پڑھائیں۔

چھ بجے حضور انور ایم ٹی اے سٹوڈیو میں تشریف لائے اور واقفین نو اور واقفات نو کے ساتھ الگ الگ کلاسیں منعقد ہوئیں۔

واقفات نو بچیوں کی کلاس

(مستقبل کی رہنمائی اور قیمتی نصائح)

سب سے پہلے واقفات نو بچیوں کے ساتھ کلاس ہوئی۔ حضور کی تشریف آوری سے پہلے ہی تمام بچیاں بڑی ترتیب کے ساتھ سٹوڈیو میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور نے آتے ہی استفسار فرمایا کہ یہ بارہ سال کی بچیاں ہیں؟ مجھے تو بعض پندرہ سال کی بھی لگ رہی ہیں۔ چنانچہ حضور کو بتایا گیا کہ اس میں پندرہ سال کی بچیاں بھی ہیں۔ جس پر حضور انور نے فرمایا کہ پروگرام میں تو بارہ سال کی بچیوں کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد کلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ درّعجم نے سورۃ الجاثیہ کے ابتدائی حصہ سے کی۔ تلاوت کے بعد حضور انور نے بچیوں سے صاحبِ حمد اور صاحبِ مجد کے معانی دریافت فرمائے۔ اس کے بعد عزیزہ طلعت نسرین نے حدیث طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ اور اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد عزیزہ صائمہ انجم نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ”بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے“ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد عزیزہ عمرانہ صاحبہ، بشریٰ صاحبہ اور مدیحہ صاحبہ نے اسلام اور تعلیم کے عنوان پر ایک Presentation دی۔ اس دوران حضور نے فرمایا کہ اس میں یہ بھی شامل کرلیں کہ اب تو نصرت جہاں اکیڈمی جماعت کے تحت چل رہی ہے۔ جماعت نے بڑے اچھے اچھے ادارے بنائے تھے جنہیں حکومت نے نیشنلائز کرکے تباہ کردیا ہے۔ اس کے بعد عزیزہ فضیلت بشریٰ صاحبہ اور آنسہ ماریہ صاحبہ نے جرمنی کی اہم یونیورسٹیوں کا تعارف پیش کیا۔

اس دوران حضور انور نے یہ وضاحت فرمائی کہ مذہب اور سائنس میں کوئی فرق نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات ایک نیوزی لینڈ کے سائنس دان کو بیان فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے ان کی قبر پر دعا کی تھی۔ یہ نیوزی لینڈ میں دفن ہیں۔ یہ پہلے عیسائی تھے اور بعد میں احمدی ہوگئے تھے۔ اس کے بعد حضور انور نے پروفیسر اور لیکچرار میں فرق کی وضاحت فرمائی۔ یونیورسٹیوں میں Foreign Students کے متعلق حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کیا ان کے لئے فری تعلیم کی سہولت ہے یا نہیں؟ کیا ہر یونیورسٹی کا الگ الگ قانون ہے یا گورنمنٹ کی کوئی پالیسی ہے جو سب یونیورسٹیوں کے لئے ایک ہی ہے؟ اس بارہ میں حضور نے ہدایت فرمائی کہ اس کا پتہ کرکے مجھے دوبارہ بتائیں۔

عزیزہ کاشفہ احمد نے ایک کوئز پیش کیا۔ کوئز کے دوران یونائٹڈ نیشن میں شامل ہونے والے ملکوں کی تعداد کا ذکر آنے پر حضور انور نے فرمایا حق تو کسی کو ملا نہیں رہا۔ جتنے مرضی (ملک) شامل ہوجائیں اصل میں تو پانچ ہی ہیں جو اپنا اپنا حق جتائے جاتے ہیں۔

جرمنی کے کس شہر میں غیر ملکیوں کی تعداد زیادہ ہے؟ اس سوال کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ اگر برلن میں (زیادہ غیر ملکی) ہیں تو برلن والے ہماری مسجد بننے پر شور کیوں مچاتے ہیں؟

ایک بچی سے حضور نے دریافت فرمایا کہ تم کیا کرو گی؟ بچی نے آفس کا کام کرنے کے تعلق میں تین سالہ کورس کرنے کا بتایا۔ اس پر حضور نے فرمایا تم نے کس کا آفس چلانا ہے۔ تم تو وقف نو ہو۔ اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ واقفات نو وہ پڑھائی کریں جس کا جماعت کو فائدہ ہو۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا تھا کہ عورتیں جو تعلیم حاصل کریں اس کو اپنی عملی زندگی میں استعمال کریں، بچوں کی تربیت کے لئے استعمال کریں۔ یہ نہیں کہ پڑھنے کے بعد آپ یہ کہیں کہ اب آفس میں نوکری کرنی ہے۔ ایک طرف آپ وقف ہیں اور ایک طرف ایسی تعلیم حاصل کر رہی ہیں جس میں آپ کے وقف کا جو تقدس ہے جو ایک احمدی کا عموماً اور ایک واقف زندگی کا خصوصاً ہونا چاہئے وہی قائم نہیں رہ سکتا۔ بچی کی طرف سے وضاحت پیش کرنے پر حضور انور نے فرمایا اگر آپ آفس میں جاؤ گی اور نوکری کرتی رہو گی تو (تمہیں ایم ٹی اے یا اپنے حلقہ وغیرہ میں) کام کرنے کا وقت کہاں ملے گا؟ اور پھر واقف زندگی نوکری کر ہی نہیں سکتی۔ وقف کا مطلب یہ ہے کہ تم اس طرح کام کرو جماعت کا جس طرح واقف زندگی مرد کرتے ہیں۔ وقف نو کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وقف نو کی کلاس اٹنڈ کر لی اور پھر فارغ ہوگئے۔

پھر حضور نے بچیوں سے جائزہ لیا کہ کون کیا کیا بننا چاہتی ہے؟ ایک بچی سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ تم کیا کرو گی؟ بچی نے بتایا کہ مَیں ڈاکٹر بننے کا سوچ رہی ہوں یا کیمسٹری یا Math کی ٹیچنگ کرنا چاہتی تھی۔ تو حضور انور نے فرمایا کہ اب سوچنے میں وقت نہ گزارو۔ ایک ارادہ کرو اور اس پر پکّی ہوجاؤ۔ حضور انور نے یہاں مزاح کے طور پر ایک لطیفہ بھی سنایا۔

ایک بچی نے فارسی اور عربی میں Oriental پڑھائی کے بارہ میں حضور سے رہنمائی لی۔ جس پر حضور انور نے خوشی کا اظہار فرمایا کہ اچھا تم عربی اور فارسی تو ضرور کرو اور ہدایت فرمائی کہ عربی سیکھنے کے لئے کسی عرب ملک مصر یا شام اور فارسی کے لئے ایران جاؤ۔ بچی کی وضاحت پر کہ جرمنی میں ہائیڈل برگ یونیورسٹی میں بھی یہ سہولیات مہیا ہیں۔ حضور نے پھر یہیں سے تعلیم حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ فارسی میں بڑی کمی ہے۔ ہمیں بہت فارسی کتب کا ترجمہ کرنا ہے اچھا ہے فارسی اور جرمن میں ترجمہ آسان ہوجائے گا۔

وکالت کی تعلیم حاصل کرنے کے متعلق پوچھنے پر حضور انور نے فرمایا اس میں پریکٹیکل ٹریننگ لازمی ہے۔ کسی لائیر کے ساتھ کام کرنا پڑے گا، کورٹ جانا پڑے گا۔ اس لئے لڑکیوں کے لئے لاء کی تعلیم حاصل کرنا فضول ہے۔ میڈیکل اور ٹیچنگ کی تعلیم حاصل کرنے کے متعلق حضور نے فرمایا کہ یہ کریں۔ حضور کو ٹیچنگ کے بارہ میں بتایا گیا کہ خواتین اساتذہ پڑھاتے وقت سر پر سکارف نہیں لے سکتیں۔ حضور نے فرمایا ٹیچنگ سیکھ لو۔ ہمیں واقفات تو ان کی یونیورسٹیوں کے لئے نہیں چاہئیں بلکہ ہمیں اپنے سکولوں کے لئے چاہئیں۔

جرنلزم کی تعلیم حاصل کرنے کے بارہ میں حضور انور نے اجازت اس وضاحت کے ساتھ فرمائی کہ مضمون لکھنے کے لئے جرنلزم کی تعلیم حاصل کرنی چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک بنیادی چیز ہمیشہ یاد رکھیں، لڑکیو! تم واقفات نو ہو اور جماعت کے لئے کام کرنا ہے۔ پیسے کے لئے پڑھائی نہیں کرنی۔ اس لئے جو بھی پڑھائی کرنی ہے جماعت کے لئے کرنی ہے تاکہ جماعت کے کام آئیں اور اپنی جو آئندہ گھریلو زندگیاں ہیں ان کے کام آئیں۔ آئندہ نسلوں کے کام آئیں۔ اس لئے یہ نہ

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔
مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ اور نصیر بیگ سے رابطہ کریں
لندن جانے اور لندن سے آنے کے لئے فیری کے سستے ٹکٹ ہم سے خرید فرمائیں

(جلسہ کے لئے ایڈوانس بکنگ آفر 99 یورو)

Tel: 00 49 -211 - 2205611-12　Fax: 00 49 - 211 - 220 5613
Mobile: 0160-97902950e-mail: nayaab@web.de
Karl Str. 2 40210 - Dusseldorf (Germany)

سمجھیں کہ ہم ڈگری لے لیں گی یا PhD کرلیں گی یا ریسرچ میں چلی جائیں گی اور پھر ضرور (اسی فیلڈ میں جا کر) وہی کام کرنا ہے۔ پیسے کمانے کی نیت سے نہ پڑھو بلکہ علم حاصل کرنے کی نیت سے پڑھو تاکہ اس سے آگے تم جماعت کو فائدہ پہنچا سکو۔ جماعت کی نسلوں کو فائدہ پہنچا سکو۔

اس کے بعد عزیزہ امتہ الحیٔ نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کا منظوم کلام "رحمت کا رہے سایہ" پڑھ کر سنایا۔

ایک بچی نے سائیکالوجی پڑھنے کے بارہ میں حضور انور سے رہنمائی حاصل کی۔ حضور نے فرمایا کہ اچھی بات ہے پڑھو۔ سائیکالوجی پڑھنی چاہئے۔ As a subject ہے کوئی بات نہیں۔ پڑھانے کے لئے بھی کام آسکتی ہے اور ویسے بھی سائیکالوجی پڑھ کر کچھ مضمون لکھ سکتی ہو تم۔ سائیکالوجی ٹیچنگ میں کام آسکتی ہے، ٹریننگ میں کام آسکتی ہے۔ بہت فائدہ ہے۔

ایک بچی نے حضور انور سے عرض کیا کہ میرا انٹرسٹ کیمسٹری میں ہے کیا مَیں کرلوں؟ اس پر حضور نے فرمایا کہ اگر تمہارا انٹریسٹ کیمسٹری میں ہے تو کیمسٹری میں ماسٹر کرو تا کہ پڑھا سکو۔ پھر یہ ضروری نہیں کہ تمہیں جرمنی میں رکھا جائے کہیں بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ چلی جاؤ گی نا؟ بچی نے جواب دیا ہاں جی حضور ضرور۔ حضور نے فرمایا چاہے افریقہ بھیج دیں یا پاکستان یا انڈیا یا ساؤتھ امریکہ بھیج دیں؟ بچی نے جواب دیا کہ بھیج دیں۔

ایک بچی نے سوال کیا کہ ٹیچنگ کے لئے دو مضامین لینے پڑتے ہیں، کون سے لیں؟ حضور نے دریافت فرمایا کہ سائنس میں انٹرسٹ ہے؟ بچی نے کہا تھوڑا بہت۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ پھر انگلش لے لو اور تم ساتھ ہسٹری لے لو۔ ایک اور بچی نے پوچھا کہ کیا مَیں انگلش اور اسلامیات لے لوں؟ حضور نے فرمایا ٹھیک ہے، بڑی اچھی بات ہے۔

سات بج کر بیس منٹ پر کلاس کا اختتام ہوا۔ حضور نے بچیوں کو فرمایا کہ اب کھڑی ہو جائیں۔ پھر حضور نے ہر بچی کو اپنی دس شرائط بیعت والی کتاب اپنے دستخطوں کے ساتھ بطور تحفہ عنایت فرمائی۔ چونکہ ایک گھنٹہ بیس منٹ کی کلاس تھی بعض بچیوں کی ٹانگیں زیادہ دیر تک بیٹھنے کی وجہ سے سُن ہو گئیں اور چلنے میں دقّت پیش آرہی تھی اس پر حضور انور نے پاؤں کی انگیاں ہلاتے رہنے کی ہدایت فرمائی۔ ایسا کرنے سے گرنے سے بچا جا سکتا ہے۔

واقفین نو بچوں کی کلاس

واقفین نو بچوں کی کلاس اسی سٹوڈیو میں منعقد ہوئی جہاں بچیوں کی کلاس ہوئی تھی۔ بچیاں اپنا تحفہ حضور انور سے وصول کرنے کے بعد کلاس سے باہر آگئیں اور بچے ترتیب کے ساتھ اندر چلے گئے۔ جب بچے سٹوڈیو کے اندر آئے تو حضور انور نے فرمایا کہ ان کی شکلیں پریشان لگ رہی ہیں۔

کلاس کا باقاعدہ آغاز سورۃ الانعام کی آیت نمبر 103 تا 106 سے ہوا جو عزیزم ثاقب احمد بٹ نے کی۔ اس کے بعد عزیزم افتخار احمد نے حدیث پیش کی۔ عزیزم کمال احمد نے نظم "نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے" پیش کی۔ نظم کے بعد حضور انور نے بچوں سے پوچھا کہ اس نظم میں جو پیغام ہے اس کی سمجھ آگئی ہے؟ اس کے بعد عزیزم حسنات احمد نے مسلمان سائنسدان کے عنوان سے Presentation دی۔

اس کے بعد عزیز شعیب عمر اور ان کے ساتھی نے جرمنی کی نامور شخصیات کا تعارف پیش کیا۔ بعدۂ عزیزم نعمان احمد گل نے جرمن یونیورسٹیوں میں پڑھائے جانے والے مختلف مضامین کا تعارف پیش کیا۔ یونیورسٹیوں میں بتدریج تعلیم حاصل کرنے کا رجحان گرنے اور خصوصًا میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے کے رجحان کا گراف گرنے پر حضور انور نے فرمایا کہ احمدی سٹوڈنٹس کو یونیورسٹیوں میں زیادہ سے زیادہ داخلہ لینا چاہئے۔ خاص طور پر یورپ کے احمدی سٹوڈنٹس آگے آئیں اور اس Gap کو پورا کریں۔ واقفین نو بچوں کو سول انجینئرنگ، آرکی ٹیکچرل انجینئرنگ، الیکٹریکل انجینئرنگ، انفرمیشن ٹیکنالوجی اور انوائرنمنٹل ٹیکنالوجی میں زیادہ آنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ فرمایا کہ Space ٹیکنالوجی کا Subject بھی اچھا ہے۔ بچے کی تقریر میں بتایا گیا کہ طلبہ کی انجینئرنگ کے میدان میں توجہ کم ہوتی جارہی ہے۔ جس پر حضور نے فرمایا کہ آپ کے لئے راستے کھل رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ موقع دے رہا ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

اس کے بعد بچے نے Mathematics یعنی Natural Science کے درج ذیل شعبہ جات گنائے Chemistry, Geography، Physics، Biology، Statistics، Mathematics اور Astronomy۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ٹیچنگ کے لئے یہ ساری چیزیں اچھی ہیں۔ جس نے یہ کرنی ہیں وہ Master کرے۔ فرمایا جو بچے کم نمبر لیں وہ ٹیچنگ میں جا سکتے ہیں۔ جو ریسرچ کا شوق رکھتے ہیں وہ ریسرچ میں جا سکتے ہیں۔ سارے میدان کھلے ہیں۔

اگلی فیلڈ Agronomies & Forestries ہے۔ اس کے مضامین ہیں Agronomy، WoodenTechnology، Wooden Economy، Horticulture، Agriculture، Landcare، Architecture Senery اور Forestry۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس میں اور بھی ہے۔ Agricultural Agronomy فیکلٹی میں ہے۔ Agriculture جو ہے اسی میں Agronomy بھی آجاتی ہے۔ اس میں Harticulture آجاتی ہے۔ اسی میں Soil Science آجاتی ہے۔ اسی میں Rentomology آجاتی ہے۔ اور اسی میں Plant Pathology اور Plant Protection بھی آجاتی ہے۔ اس میں بھی بہت ساری لائنیں ہیں۔ تو اس میں بھی پڑھنا چاہئے۔

اس کے بعد بچے نے میڈیسن کے بارہ میں بتایا کہ 1994ء سے لے کر 2003ء تک طلبہ کی تعداد 13 فیصد کم ہو گئی ہے۔ حضور نے فرمایا پھر تمہیں موقع مل رہا ہے پڑھنے کا اور ریسرچ میں آگے آنے کا۔

اس کے بعد بچے نے بیان کیا کہ قانون کے میدان میں طلبہ کی دلچسپی بڑھ رہی ہے جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ معاشرہ میں قانون کے طلبہ کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ Crime بڑھ گئے ہیں یا Civil Suits زیادہ ہو گئے ہیں؟ لڑائیاں بڑھ گئیں اور چوریاں ڈاکے وغیرہ بہت ہو گئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ کون کون یونیورسٹی میں جا رہا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ فارن طلبہ جو پوسٹ گریجویشن کے لئے آتے ہیں ان کے لئے کیا قوانین ہیں؟ فیس وغیرہ دینی پڑتی ہے؟ یہ بھی معلومات لیں۔ حضور نے جائزہ لیا کہ کتنے ڈاکٹر بننا چاہ رہے ہیں، کتنے ریسرچرز بننا چاہ رہے ہیں اور کتنے جامعہ میں جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے نصیحت فرمائی کہ ایک چیز یاد رکھو کہ واقفین نو لڑکوں اور دوسرے لڑکوں کی شکلوں اور حلیہ میں فرق ہونا چاہئے۔ کیونکہ جس نے وقف کرنا ہے اس کی ظاہری حالت اور لباس اچھا ہونا چاہئے۔ لیکن فیشن کا اظہار زیادہ نہیں ہونا چاہئے۔ بال بھی اچھی طرح بنے ہونے چاہئیں۔ جھومر جھومٹ نکالنے نہیں چاہئیں۔ ٹوپی پہنی ہو اور بال بھی صحیح طرح کنگھی کی ہو۔ نظر آرہا ہو کہ یہ لوگ دوسرے لوگوں سے مختلف ہیں۔ واقف میں فرق ہونا چاہئے۔ دوسروں سے تھوڑا سا سوبر نظر آئیں۔ یہ ساروں کے لئے مَیں کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ آپ لوگوں نے جماعت کے بہت سارے کاموں کی ذمہ داری اٹھانی ہے۔

حضور انور نے مختلف فیلڈز میں جانے والے بچوں کا جائزہ لینے کے بعد فرمایا کہ جو میرے سامنے بیٹھے ہیں ان میں سے اس سال کوئی جامعہ میں جا رہا ہے۔ UK کے جامعہ میں کوئی نہیں جا رہا؟ کیا جرمنی میں جامعہ کھلنے کا انتظار کر رہے ہو، اگر انہوں نے ہمت کر کے کھول لیا؟

ایک بچے نے جس نے یونیورسٹی میں اکنامکس کے لئے درخواست دی ہوئی تھی جس کا داخلہ منظور ہونے پر یونیورسٹی کی طرف سے مطالبہ ہوا کہ اسے پہلے Social Work کرنا پڑے گا۔ تو حضور انور نے فرمایا کہ سوشل ورک کریں۔

ایک بچے نے جس نے یونیورسٹی میں Economics کے لئے درخواست دی ہوئی تھی جس کا داخلہ منظور ہونے کا یونیورسٹی کی طرف سے مطالبہ ہوا کہ اسے پہلے Social Work کرنا پڑے گا تو حضور انور نے فرمایا کہ سوشل ورک کریں۔

ایک بچے نے حضور کو بتایا کہ اس نے پولیٹکل سائنس میں داخلہ لینا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے بعد کیا کرو گے؟ بچے نے جواب دیا کہ کسی منسٹری میں کام ملے گا۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے وقف نو کو کیا فائدہ ہوگا؟ وقف کا مطلب تو وقف ہے۔ جو تصور تم لوگوں کو ہے نا اب تک کہ ہم ماسٹر کرلیں گے، یہ کرلیں گے، وہ کرلیں گے۔ جو ریسرچ والے ہیں ان کو تو ہم کچھ دیر تک اجازت دے سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے جو ریسرچ کی فیلڈ میں جا رہے ہیں وہ ریسرچ کریں۔ جو اچھے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ہیں ان میں جائیں، کام کریں تا کہ ایک نام پیدا ہو۔ اور کچھ پیشوں کو بھی اجازت دی جا سکتی ہے کہ مختلف جگہوں پر چلے جائیں تا کہ وہاں اپنا اثر قائم کر کے ایک واقفیت پیدا کریں، Relations زیادہ بڑھیں۔ لیکن وہ فیصلہ ہر فرد کے لئے علیحدہ علیحدہ ہوگا۔ آپ جو واقف زندگی ہیں آپ خود تو نہیں Decide کر سکتے کہ ہم نے منسٹری میں جانا ہے یا فلاں جگہ جانا ہے۔ پڑھائی ختم کر کے آپ نے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے کہ ہم نے وقف کیا ہوا ہے۔ بتائیں آپ نے ہمیں کہاں لگانا ہے؟ جرمنی میں رکھنا ہے، انڈونیشیا بھیجنا ہے، Pacific Island میں یا ایشیا کے ملکوں میں بھیجنا ہے، ساؤتھ امریکہ میں بھیجنا ہے یا افریقہ میں بھیجنا ہے۔ وقف کا یہ تصور ابھی تک وقف نو میں قائم ہی نہیں ہوا۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو جامعہ میں چلے گئے ہیں وہ تو ہو گئے جماعت کے۔ ایسے واقفین نو جماعت کی سروس میں آگئے اور جو دوسری فیلڈ میں جا رہے ہیں انہوں نے جماعت کی سروس نہیں کرنی حالانکہ جماعت کو اب اپنی ہر فیلڈ میں لوگ چاہئیں۔ پھر جماعت کا یا خلیفۂ وقت کا فیصلہ ہوگا کہ آیا اجازت دینی ہے کہ ریسرچ کریں یا کسی اور ادارہ میں کام کریں۔ یا اگر کوئی جرنلزم کر رہا ہے تو اس کی صرف ٹریننگ کے لئے کسی اخبار میں کام کروائیں۔ یا (کسی کو) اچھی ٹریننگ دینے کے لئے کسی اچھے Financial ادارہ یا کمپنی میں کام کروائیں۔ لیکن وہ ہر Individual کے بارہ میں الگ الگ Decide ہوگا۔ آپ لوگوں نے وقف کیا ہوا ہے۔ وقف کا مطلب ہے کہ اب مَیں آگیا ہوں اب جہاں چاہیں لگا دیں۔ کیا تو مَیں نے ماسٹرز ہے۔ چاہے تو مجھے چپڑاسی لگا دیں یا کچھ اَور لگا دیں یا جس کام میں بھی جماعت لے لے۔ یہ روح پیدا کرنی پڑے گی۔ اب اس کے بعد مجھے بتاؤ کہ کتنے لوگوں نے آئندہ وقف جاری رکھنا ہے؟ اس پر تمام بچوں نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ نہیں ہوگا کہ PhD کر لی ہے اجازت دیں کہ ہم دنیاداری کی نوکری کرتے رہیں۔ جماعت کو اب ہر فیلڈ میں واقفین چاہئیں۔ آئندہ جو وقت آرہا ہے ہوسکتا ہے ریسرچ کا کوئی ادارہ جماعت کا اپنا ہو جائے۔ ٹیچنگ کے لئے بہت سارے چاہئیں، Law میں چاہئیں، اکاؤنٹس میں چاہئیں، بزنس کے ایکسپرٹس چاہئیں اور اسی طرح مبلغین چاہئیں۔ آپ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے آپ کو پیش کریں۔ ٹھیک ہے۔ پتہ ہے نا یہ؟ نہیں پتہ تو گھر جا کر مزید سوچ لینا پھر لکھ کر بتا دینا۔

اس کے بعد عزیزم حنان نے حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک ترانہ "مَیں دنیا پہ دیں کو مقدم کروں گا" بڑی مسحور کن آواز میں پڑھا۔

آخر پر حضور نے بچوں کو بھی کتاب شرائط بیعت اپنے دستخطوں کے ساتھ بطور تحفہ عنایت فرمائی۔ ہر بچہ باری باری حضور کے پاس آکر مصافحہ کا شرف حاصل کر کے دست مبارک کو بوسہ دیتا اور کتاب وصول کرتا۔ 8 بج کر 25 منٹ پر کلاس کا اختتام ہوا۔

اس کے بعد حضور انور دفتر سمعی و بصری اور کچن میں تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے گئے جہاں ضیافت کی ٹیم کے ممبران کو شرف مصافحہ بخشا اور کچن کا جائزہ لیا۔ بعدۂ حضور انور نے 8:55 پر مسجد بیت السبوح میں نماز مغرب وعشاء پڑھائیں اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ مکرم پرائیوٹ سیکرٹری صاحب نے اس عرصہ میں جمع ہونے والی ڈاک حضور انور کی رہائشگاہ پر بھجوائی۔

آج کا دن بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے خوشگوار رہا۔

(باقی آئندہ)

ہے زندہ قوم وہ، نہ جس میں ضعف کا نشاں ملے!

جیو تو کامراں جیو

(مختلف معاشرتی مسائل کا نفسیاتی اور واقعاتی تجزیہ اور اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کا حل)

(ڈاکٹر امتہ الرقیب ناصرہ۔ جرمنی)

قسط نمبر10

نظم وضبط اور ڈسپلن مضبوطی عطا کرتا ہے

خدا تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف:05) ترجمہ: اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ ایک دیوار ہیں جس کی مضبوطی کے لئے سیسہ اس پر پگھلا کر ڈالا گیا ہو۔

نظم وضبط یا ڈسپلن (Disciplin) امن میں بھی اور جنگوں میں بھی ضروری ہے۔ نظم وضبط سے توحید کی مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔ اتفاق، یک جہتی، اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ نماز میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونے سے کدورتیں دور ہوتی ہیں، آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''تمہیں اپنی صفیں سیدھی رکھنی چاہئیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ (نتیجہ کے طور پر) تمہارے چہروں اور تمہارے دلوں میں اختلاف کا بیج ڈال دے گا''۔

(حدیقة الصالحین صفحہ نمبر 273)

ڈسپلن سے حالات میں، دنیا میں، انسانوں میں توازن پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے یہ سوچیں کہ ساری کائنات میں بے حد نظم وضبط ہے۔ مثلاً چاند اپنے مدار میں حرکت کر رہا ہے، زمین اپنے مدار میں ہے، ہر ستارہ، ہر چیز اپنے اپنے دائرہ کار میں ہے۔ اگر آج کوئی چیز نظم وضبط کو توڑ دے کوئی سے دو ستارے، سیارے ایک دوسرے کے مدار میں داخل ہو جائیں تو قیامت کا سماں ہو جائے اور دنیا تباہ ہو جائے۔ اسی طرح وہ قومیں تباہ ہو جاتی ہیں جن میں تنظیم واتحاد نہیں ہوتا۔ دنیا کی تمام کمزور قومیں وہ ہیں جن میں تنظیم اور اتحاد کی کمی ہے۔

آج کے زمانے میں کیونکہ تلوار کا جہاد منع ہے ہم نے صرف تبلیغ اور تربیت سے، محبت سے، دلائل سے جہاد کرنا ہے۔ اس لئے آج بھی یہ بے حد ضروری ہے کہ ہم میں ڈسپلن اور اتحاد ہو۔ ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ایک دوسرے کے شانہ بہ شانہ اسلام کی ترقی کے لئے کام کریں۔

نظم وضبط اور اتحاد کے لئے اطاعت بے حد ضروری ہے۔ اسلام اطاعت پہ بہت زور دیتا ہے۔ اطاعت سے اتفاق پیدا ہوتا ہے جبکہ جھگڑے سے بے اتفاقی ہوتی ہے اور نظم وضبط خراب ہوتا ہے۔ اطاعت کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی باتوں پہ جھگڑا کرنا، شکایت کرنا اور اپنے پر ترس کھانا قومی اور انفرادی طور پر انسانوں کو کمزور کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (الانفال:47)

ترجمہ: اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے۔ اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

آج جب اسلام پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں آج اگر ہم اپنے گھروں میں اپنی کمزوریاں، شکایتیں لے کر بیٹھے رہے اور محبت سے، محنت سے، نظم وضبط سے، اتفاق اور حکمتِ عملی سے تبلیغِ دین کا فریضہ ادا نہ کیا تو ہم خدانخواستہ اپنی اور اپنی آئندہ نسلوں کی تباہی کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔ اسلام نے تو انشاء اللہ غالب آنا ہے مگر اس کی برکتیں پھر ہمارے حصے میں تب آئیں گی جب ہم راستے کی جھاڑیوں سے الجھنے کی بجائے ان سے دامن بچا کر منزل پہ نظر رکھیں اور مسلسل چلتے چلے جائیں۔ چھوٹے چھوٹے جھگڑوں سے بہت سا قیمتی وقت اور طاقت ضائع ہوتی ہے۔ ہم آپس کے تنازعات اور جھگڑوں کی مصیبت کی گٹھڑیاں اپنے سروں پر اُٹھا کر اس قافلے کے ساتھ نہیں چل سکتے جو خدا تعالیٰ کی طرف گامزن ہے۔ ہمیں یہ گٹھڑیاں یہاں پر ہی پھینکنی پڑیں گی تب ہی ہم ترقی کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ۔

شکوۂ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

ہمیں تو اپنے حصے کی شمع جلانی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم خدا کے لئے ایک چھوٹی سی شمع جلائیں اور خدا ہماری زندگی میں چاند ستارے روشن کر کے اجالا نہ کر دے۔ یہ خدا کی سنت ہے کہ وہ ایک راہ جس میں وہ انسان کو کبھی ناکام نہیں ہونے دیتا وہ اللہ کی راہ ہے۔

جماعتی پروگراموں میں بھی نظم وضبط کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ کئی خواتین بچوں کو گھر سے سمجھا کر مشن ہاؤس یا جماعتی مرکز میں لاتی ہیں کہ جماعتی پروگراموں میں خاموشی سے بیٹھنا ہے۔ مگر کئی خواتین ایسا نہیں کرتیں۔ ان کو لگتا ہے کہ یہ بچے پر ظلم ہے کہ ہم اس کو خاموش بیٹھنے کو کہیں۔ یا پھر ان کے لئے بچے کو دو ڈھائی گھنٹے خاموش بٹھانا مشکل ہوتا ہے۔ اس طرح یہ ہوتا ہے کہ کچھ بچے پروگرام کے دوران مسجد میں یا ہال میں بھاگتے دوڑتے ہیں یا بولتے ہیں، دوسرے بچوں کو چھیڑتے ہیں۔ اس طرح جو مائیں گھر سے بچوں کو سمجھا کر لاتی ہیں کہ خاموش بیٹھنا ہے ان کے بچے بھی دوسرے بچوں کے ساتھ مل کر شور کرتے ہیں۔ چھوٹے بچے جو بات کو سمجھتے ہوں اگر ہم ان کو گھر میں یہ سمجھاتے رہیں کہ جب کوئی پروگرام ہو تو آپ نے سکون سے بیٹھنا ہے۔ اور گھر میں پریکٹس کروائیں مثلاً جب ٹی۔ وی پر جمعہ کا خطبہ آئے تو سب بچوں کو خاموش بٹھائیں۔ جب گھر میں نماز پڑھی جائے تو بچوں کو سمجھائیں کہ نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہیں گزرنا اور خاموش رہنا ہے تو بچے سمجھ جاتے ہیں۔ انشاء اللہ

ایسے بچے مسجد میں آ کر شور نہیں کریں گے انشاء اللہ۔ یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے۔ اگر ہمارا بچہ ہر روز کھیلتا ہے بھاگتا دوڑتا ہے تو اگر وہ دو اڑھائی گھنٹے خاموش بیٹھے تو اس سے اس کی صحت یا نفسیات پہ برا اثر نہیں پڑتا۔ مائیں بچوں پہ اس معاملے میں ترس نہ کھائیں۔ بلکہ اس دوران وہ اگر پروگرام کو سن لے گا تو اس کو اپنے ذہن میں ریکارڈ کر لے گا۔ اور بہت سی اچھی باتوں کی برکت لے لے گا۔ انشاء اللہ۔ لیکن اگر ایک بے حد اچھا پروگرام ہوا، ہمارا بچہ اس میں آیا مگر وہ کھیل کود کر چلا گیا وہ تو صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ ہے۔ اس نے تو ہیرے موتی لئے ہی نہیں۔

کچھ مائیں بچوں پر اس بات پہ ترس کھاتی ہیں کہ ہائے میرا بچہ! اس کو خاموش کیوں کروا دیا گیا؟۔ اس کو بھاگنے دوڑنے سے کیوں روکا؟ ان ہی بچوں نے بڑے ہو کر ہماری مسجدیں سنبھالنی ہیں انشاء اللہ۔ ان کو چھوٹے ہوتے ہی مسجدوں کا احترام سکھائیں۔ جب ان کو سکھائیں گے ہی نہیں کہ مسجد میں کیسے بیٹھنا ہے تو بڑے ہونے پر کیسے وہ سیکھ جائیں گے۔ چھوٹے بچے سب سمجھتے ہیں اسی لئے تو اسلام میں بچے کی پیدائش پر اس کے کان میں اذان دینے کا حکم ہے۔ بچے صرف اپنے جذبات بتا نہیں سکتے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا رابطہ ہمارے بچے کے ساتھ کیسا ہے؟۔ اگر ہم بچے سے باتیں کریں اور سمجھائیں تو بچے بڑوں کی نسبت زیادہ اچھا ڈسپلن رکھتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جب ہم کلاس لیں تو اگر مائیں ساتھ بیٹھی ہوں تو بچے بہت تنگ کرتے ہیں۔ مگر جب مائیں ساتھ نہ بیٹھیں تو بچے اکثر آرام سے ہماری بات مان لیتے ہیں۔ ان کو بار بار کہنا بھی نہیں پڑتا۔ ہم جب بچوں کی کلاس لیں تو ہم ان کو سمجھا دیتے ہیں کہ کلاس میں تم نے آرام سے بیٹھنا ہے۔ کلاس جب ختم ہو جائے گی پھر کھیل کا پیریڈ ہوگا پھر ہم خوب بھاگیں گے۔ وہ ہم سپورٹس ہال میں کریں گے یا باہر جا کر کھیلیں گے۔ بچے سکون سے پڑھتے ہیں اور پڑھائی ختم ہونے پہ خوب کھیلتے ہیں۔ اس سے ان کا بھاگنے کا شوق پورا ہو جاتا ہے۔ پھر اس طرح تنگ نہیں کرتے۔

بچے اگر نماز میں تنگ کریں تو کوئی طریقہ ایسا ہو کہ وہ آئندہ ایسا نہ کریں۔ ہر کوئی اپنے طریقے سے سمجھا سکتا ہے۔ میری ایک بھانجی نماز میں بہت تنگ کرتی تھی اس کو لگتا تھا کہ نماز میں ہر کوئی اس کو نظر انداز کرتا ہے اور وہ توجہ لینے کے لئے کبھی رونا شروع کر دیتی، کبھی نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرتی۔ ٹی وی اُونچا کر دیتی۔ ہم اسے بار بار سمجھاتے کہ ایسا نہیں کرنا۔ خاموش بیٹھو یا آؤ تم بھی ساتھ نماز پڑھو مگر وہ نہ مانتی۔

ایک دن مَیں نے اس کو گود میں اُٹھا لیا اور نماز پڑھنی شروع کی۔ تھوڑی دیر وہ روتی رہی مَیں نماز پڑھتی رہی پھر وہ چپ کر گئی۔ اگلی بار جب ہم نماز پڑھنے لگے تو وہ بھاگ کر گئی اور دوپٹہ لے کر آئی پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھنے کھڑی ہوگئی۔

جرمن قوم ڈسپلن کو بے حد پسند کرنے والی قوم ہے۔ اگر ہم ان کو بہت موثر تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے اندر بہت نظم وضبط پیدا کرنا ہوگا۔ ہماری عید ملن پارٹی ہوئی تو کافی تعداد میں جرمن خواتین آئیں۔ ہم نے چھوٹے بچوں کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ مہمان نوازی کریں گے۔ سب مہمان خواتین اس بات پر بے حد خوش ہوئیں کہ بچے بار بار آ کر ان کو پوچھتے تھے کہ آپ کو کوئی چیز تو نہیں چاہئے۔ بچے پانی پیش کرتے تھے۔ بچوں نے سب کو پھول پیش کئے۔ بچے کھانا Serve کر رہے تھے، ہم ان کی مدد کر رہے تھے۔ بچے اس بات سے خوش ہوئے کہ آج ہم بہت اہم ہیں، ہم بہت بڑا کام کر رہے ہیں۔

دو بچیاں آپس میں بحث کر رہی تھیں مَیں نے پوچھا کیا بات ہے؟ ایک نے کہا کہ مَیں اس کو کہہ رہی ہوں کہ مَیں نے باتھ روم صاف کرنا ہے۔ دوسری کہتی ہے مَیں نے کرنا ہے۔ ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ اس طرح بچوں نے ذرا بھی شور نہ کیا اور کام بھی کر دیا۔

ایک پروگرام میں 10-11 سال کے لڑکے شور کر رہے تھے۔ مَیں نے اُن کو کہا کہ تم وقفِ نو کے چھوٹے بچوں کے مقابلہ میں نظم کی Judgement کرو گے۔ ہم نے اُن کو اہم پوائنٹس سمجھا دیئے کہ کس طرح ججمنٹ کرنی ہے۔ انہوں نے بے حد اچھی ججمنٹ کی اور شور بھی ختم ہو گیا۔ اس طرح بچوں کو لگتا ہے کہ آج ہمارا دن ہے۔ ہم نے بڑے بڑے کام کرنے ہیں اور اس طرح بچوں کی تربیت بھی ہوتی ہے۔ الحمد اللہ

کچھ والدین بچوں کو جماعتی یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام ہونے والی کلاسوں پر نہیں بھیجتے اور کہتے ہیں کہ جو نصاب کلاس میں پڑھایا جاتا ہے وہ ہم بچے کو گھر میں پڑھا رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ بچے نصاب تو یاد کر لیتے ہیں مگر کلاسوں پر نہ آنے کی وجہ سے اُن کو مسجد میں نظم وضبط سے بیٹھنا نہیں آتا۔ اُن میں خُود اعتمادی کی کمی ہوتی ہے۔ اُن کو دوسرے بچوں سے دوستی کرنی نہیں آتی جبکہ جو بچے باقاعدگی سے کلاسوں میں آتے ہیں اُن میں ادب، لحاظ ہوتا ہے، آپس میں محبت ہوتی ہے۔ انہیں مسجد کے اور کھانا کھانے کے آداب آتے ہیں۔ ان میں خود اعتمادی آتی ہے۔ بہت سی برکتیں ہیں جو ان کے حصے میں آتی ہیں اور خدا کے فضل سے وہ بچے مضبوط بچے ہوتے ہیں۔

ہم جب اردو کلاس کے بچوں کو لے کر سیر کے لئے پارک میں جائیں تو وہاں باجماعت نماز پڑھاتے ہیں۔ اکثر پارک میں سیر کرنے والے لوگ حیرت سے کھڑے ہو کر دیکھتے ہیں کہ 60-70 لوگ یہ کیا کر رہے ہیں۔ کئی بار لوگ تصویر لے لیتے ہیں یا پھر پوچھتے کہ تم کیا کر رہے تھے۔ ایک بار دو ایسے بچے ہمارے ساتھ تھے جو کلاسوں میں کم آتے تھے۔ انہوں نے کہا ہمیں تو شرم آتی ہے کہ ہم پارک میں نماز پڑھیں۔ دوسرے بچوں نے اُن کو سمجھایا کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہو ہم نے نماز پڑھنی ہے۔ چاہے وہ پارک ہو یا ٹرین ہو یا کوئی اور جگہ۔ نماز پڑھنا خوشی کی بات ہے۔ پھر اُن کو سمجھ آئی اور اُنہوں نے نماز پڑھی۔

مالی قربانی کرنے سے مضبوطی آتی ہے

خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَتَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ

كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَاوَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَاتَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ(البقرہ.266)

ترجمہ: جولوگ اپنے مال اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔اُن کے خرچ کی حالت اس باغ کی حالت کے مشابہ ہے جو اونچی جگہ پر ہو اور اس پر تیز بارش ہوئی ہو۔جس کی وجہ سے وہ اپنا پھل دو چند لایا ہو اور اس کی کیفیت یہ ہو کہ اگر اس پر روز کی بارش نہ پڑے تو تھوڑی سی بارش ہی اس کے لئے کافی ہو جائے۔اور جو کچھ تم کر رہے ہو۔اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ سمجھایا ہے کہ مالی قربانی کرنے سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور نفوس میں مضبوطی آتی ہے۔

انسان کو کمزور کرنے والی تین اہم چیزیں ہیں خوف، غم اور لالچ۔جو مالی قربانی کرتا ہے اُس کو ان تینوں چیزوں سے نجات مِل جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآاَنْفَقُوْا مَنًّاوَّلَآاَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَرَبِّهِم وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْن (البقرہ:263)

ترجمہ: جولوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔پھر خرچ کرنے کے بعد نہ کسی رنگ میں احسان جتاتے ہیں اور نہ کسی قسم کی تکلیف دیتے ہیں۔ ان کے ربّ کے پاس ان کے اعمال کا بدلہ محفوظ ہے۔ اور نہ تو انہیں کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

جب مال خرچ کرنے والوں کو خوف نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی غم ہوگا تو لازماً وہ مضبوط ہوں گے۔اور خدا تعالیٰ مومنوں کو اتنا مضبوط دیکھنا چاہتا ہے کہ خدا کی راہ میں جن لوگوں پر مال خرچ کریں اُن پر احسان بھی نہ جتائیں اور ان سے شکریہ بھی نہ چاہیں۔کمزوری یہ ہوتی ہے کہ ہم شکریہ یا تعریف کی اُمید رکھیں۔

لالچ کی وجہ سے بھی انسان بے حد کمزور ہو جاتا ہے۔دنیاوی لالچ انسان کو ترقی کے زینے طے کرنے نہیں دیتی۔انسان زمین کا کیڑا بن جاتا ہے۔مادی چیزوں کے علاوہ اُسے کچھ نظر ہی نہیں آتا۔انسان مضبوط تب ہوتا ہے جب وہ دُنیا میں رہ کر بھی آسمانی مخلوق ہو یعنی بُلندیوں پہ نظر رکھے۔ترقی ضرور کرے مگر دنیا کو اپنے اندر نہ آنے دے جیسے کشتی پانی میں ہو تو ٹھیک رہتی ہے۔مگر پانی کشتی میں آجائے تو کشتی ڈوب جاتی ہے۔اس طرح اگر انسان دنیا میں رہے تو ٹھیک ہے۔دُنیا انسان کے اندر چلی جائے تو انسان ڈوب جاتا ہے۔گویا انسان دنیا میں اس طرح رہے کہ گویا 'در جہاں و باز بیروں از جہاں' انسان دنیا کی محبت کو نفس پر غالب نہ آنے دے بلکہ خدا کی، اس کے دین کی محبت کو غالب رکھے۔

دنیا کمانے والا سمجھتا ہے کہ وہ خزانہ جمع کر رہا ہے۔مگر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جمع تفریق، جمع تفریق ہوتا رہتا ہے اور آخر میں جو حاصل ہوتا ہے یعنی اصل زر ہوتا ہے وہ بہت کم ہوتا ہے یا ہوتا ہی نہیں۔ہم نے ایسے کئی لوگوں کو دیکھا جو بے تحاشہ دنیا کے پیچھے بھاگتے رہے، پیسہ کماتے رہے۔کبھی کچھ پیسہ گم گیا، کبھی چوری ہو گیا، کبھی بزنس میں نقصان ہو گیا، کبھی بیماری پہ لگ گیا۔ کبھی کسی نے قرضہ لیا اور واپس نہ کیا۔کبھی ایسی تکلیف آ گئی کہ پیسہ اُس کا مداوا نہ کر سکا۔

مگر جب کوئی شخص حلال اور طیب مال محنت سے کماتا ہے اور پھر اس کو خدا تعالیٰ کے دین کے لئے بھی خرچ کرتا ہے۔رشتہ داروں کا انصاف اور احسان سے حق ادا کرتا ہے، بخل اور اسراف سے بچتا ہے تو اس کے مال میں خدا کے فضل سے بے حد برکت پڑتی ہے۔خدا کے فضل سے وہ مال اُسے سکون اور خوشی دیتا ہے۔مال میں برکت ایک عجیب سی چیز ہے۔برکت خدا کی طرف سے آتی ہے اور انسان کو مضبوطی عطا کرتی ہے۔

ایک بار ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے یہ تحریک ہوئی کہ افریقہ کے ایک علاقے میں کنوئیں یا نلکے لگوانے کے لئے چندہ دیں۔ایک 18 سال کے لڑکے نے جب ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے Documentary فلم دیکھی کہ افریقہ کے کیا حالات ہیں تو وہ انتہائی غمزدہ اور پریشان ہو گیا کہ افریقہ کے لوگوں کے پاس پینے کا صاف پانی نہیں ہے۔اُن کے پاس آنکھیں دھونے کے لئے پانی نہیں ہے اس وجہ سے وہ آنکھوں کی بیماریوں سے اندھے ہو رہے ہیں۔

اُس لڑکے نے یہ دیکھ کر اپنے خاندان کو اکٹھا کیا اور کہا کہ ہم سب مل کر افریقہ میں ایک کنؤاں لگوائیں گے انشاء اللہ۔اُس کی خالہ نے اُس کی باتیں سُن کر اُس کو ہیومینٹی فرسٹ میں کچھ پیسے دے دیئے۔مگر پھر پریشان ہوگئی کہ اب ٹیلیفون کا بل کیسے دوں۔یہ پیسے تو ٹیلیفون بِل کے تھے۔مگر خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اس مہینے جو اُس کا ٹیلیفون کا بِل آیا تو اُنہوں نے لکھ کر بھیجا کہ آپ کے کچھ پیسے ہماری طرف زائد تھے اس لئے اس ماہ آپ کا بِل صرف آٹھ یورو ہے۔اُس کے ہر ماہ کے بِل کے مقابلے میں یہ اتنی کم رقم تھی کہ اُس نے آرام سے ادا کر دی اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔یہ برکت کی ایک مثال ہے۔ایسی ہزاروں مثالیں ہمارے ارد گرد ہوتی ہیں۔

ایک لڑکی کو شدید ڈیپریشن ہو گیا۔اُس نے گھر والوں کو کہا۔''مَیں نے پاکستان واپس جانا ہے، مَیں نے جرمنی میں نہیں رہنا''۔اُس نے کہا'' یہ عجیب سا ملک ہے۔یہاں سردیوں میں ساڑھے چار بجے شام سورج غروب ہو جاتا ہے اور اندھیرا ہو جاتا ہے۔شدید سردی ہے۔جرمن زبان سمجھ نہیں آتی''۔سب گھر والے بے حد پریشان ہو گئے۔اب کیا کریں یہ اکیلی پاکستان جا کر کیسے رہے گی۔آخر اس کے بھائی نے اُس کو کہا'' تم نماز بھی پڑھتی ہو۔اور دعا بھی کافی کرتی ہو، پھر تمہیں ڈیپریشن کیوں ہے؟ تم اتنی بے چین اور کمزور کیوں ہو؟ تمہیں تو بہت مضبوط ہونا چاہئے''۔

اُس لڑکی نے سوچا واقعی مَیں ڈیپریس کیوں ہوں؟ شاید خدا کو میری کوئی بات ناپسند ہے۔مَیں خدا سے مغفرت طلب کرنے کے لئے اپنی کوئی ایسی چیز صدقہ میں دوں جس کے دینے سے میرے دل کو کچھ تکلیف ہو۔شاید پھر خدا مجھے معاف کر دے اور مجھے سکون مل جائے۔

اُس نے اپنے زیور میں سے سب سے قیمتی اور پسندیدہ چیز صدقے میں دے دی۔اُس کے تھوڑے عرصے بعد خدا تعالیٰ نے اُس کو شفا دے دی اور وہ خوشی خوشی جرمنی میں رہنے لگی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: رمضان میں تلاوت قرآن مجید
از صفحہ نمبر 12

قرآن کریم ختم کروایا۔پس یہ سنت ہے جس کو مومن جاری رکھتے ہیں۔اور کم از کم ایک یا دو دفعہ رمضان میں قرآن کریم کا دور مکمل کرتے ہیں، ختم کرتے ہیں، پڑھتے ہیں۔اور جن کو توفیق ہو وہ دو دفعہ سے زیادہ بھی پڑھ لیتے ہیں۔لیکن اتنی جلدی بھی نہیں پڑھنا چاہئے کہ سمجھ ہی نہ آئے کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔

(خطبہ جمعہ۔ 11 تا 17نومبر 2005)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے دلوں میں قرآن کریم سے ایسا لگاؤ اور محبت پیدا کر دی تھی کہ احمدی اس مقدس کتاب کے پڑھنے پڑھانے اور اس پر غور کرنے میں مصروف رہتے تھے۔پھر آپ کے خلفاء کے ذریعہ یہی ذوق وشوق احباب جماعت میں مستقل طور پر جاری ہو گیا۔قرآن مجید سے یہ شفقت اور پیار رمضان کے دنوں میں اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔چنانچہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت اُولیٰ کے وقت 1912ء کے ماہِ رمضان میں اہل قادیان کے قرآن کریم سے عشق و محبت کا نقشہ بڑے لطیف انداز سے کھینچا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

'' قادیان کا رمضان قرآن شریف کے پڑھنے اور سننے کے لحاظ سے ایک خصوصیت رکھتا ہے۔تہجد کے وقت مسجد مبارک کی چھت پر اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔صوفی تصور حسین صاحب خوش الحانی سے قرآن شریف تراویح میں سناتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب بھی قرآن شریف سننے کے لئے اسی جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔تراویح ختم ہوئیں تو تھوڑی دیر میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم کی آواز بلند ہوتی ہے۔ زاہد و عابد تو تہجد کی نماز کے بعد اذان فجر کی انتظار میں جاگ ہی رہے ہوتے ہیں دوسرے بھی بیدار ہو کر حضرت صاحبزادہ صاحب کے لحن میں کسی محبوب کی آواز کی خوشبو سے اپنے دماغوں کو معطر کرتے ہوئے فریضہ صلوٰۃ فجر کو ادا کرتے ہیں جس کے بعد مسجد کی چھت قرآن الفجر کے محبین سے گونجنے لگتی ہے۔مگر چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح جلد اپنے مکان کے صحن میں درس دینے والے ہوتے ہیں اس واسطے ہر طرف سے متعلمانِ درس بڑے اور چھوٹے، بچے اور بوڑھے پیارا قرآن بغلوں میں دبائے حضرت کے مکان کی طرف دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔تھوڑی دیر میں صحنِ مکان بھر جاتا ہے۔حضرت کے انتظار میں کوئی اپنی روزانہ منزل پڑھ رہا ہے۔کوئی کل کے پڑھے ہوئے کو دہرا رہا ہے۔کیا مبارک فجر ہے مومنوں کی۔تھوڑی دیر میں حضرت کی آمد اور قرآن خوانی سے ساری مجلس بقعۂ نور نظر آنے لگتی ہے۔نصف پارہ کے قریب پڑھا جاتا ہے۔اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔تفسیر کی جاتی ہے۔سائلین کے سوالات کے جواب دئے جاتے ہیں۔تقویٰ و عمل کی تاکید بار بار کی جاتی ہے۔لطیف مثالوں سے مطالب کو عام فہم اور آسان کر دیا جاتا ہے۔ اِس کے بعد اندرون مکان میں عورتوں کو درس قرآن دیا جاتا ہے۔پھر ظہر کے بعد سب لوگ مسجد اقصیٰ میں جمع ہوتے ہیں۔وہاں حضرت خلیفۃ المسیح بھی تشریف لے جاتے ہیں اور صبح کی طرح وہاں پھر درس ہوتا ہے۔بعد عشاء مسجد اقصیٰ میں حافظ جمال الدین صاحب تراویح میں قرآن شریف سُناتے ہیں اور حضرت کے مکان پر حافظ ابواللیث محمد اسماعیل صاحب سُناتے ہیں۔غرض اس طرح قرآن شریف کے پڑھنے پڑھانے اور سُننے کا ایسا شغل اِن ایام میں دن رات رہتا ہے کہ گویا اس مہینہ میں قرآن شریف کا ایک خاص نزول ہوتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح اپنے دردمند دل کی دعاؤں کے ساتھ قرآن شریف سُناتے ہیں۔درس کے بعد سامعین کے واسطے دعائیں کرتے ہیں''۔

(تاریخ احمدیت ۔جلد 3،صفحہ 603)

اللہ کرے احبابِ جماعت کا یہ طریق اور ولولہ ہمیشہ جاری وساری رہے اور نہ صرف رمضان میں بلکہ دوسرے دنوں میں بھی۔قرآن شریف سے اِن کا شغف اور محبت اور اس پر عمل دن بدن ترقی پذیر ہو اور ان کی زندگیاں اپنے آقا کے اِس فرمان کی پوری طرح آئینہ دار ہوں۔ ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

رمضان میں تلاوت قرآن مجید

(چوھدری رشید الدین۔ کینیڈا)

نزول قرآن سے قبل دُنیا پر ایک اندھیری رات چھائی ہوئی تھی۔ روحانیت سے عاری لوگوں کے دل روبہ دنیا ہوکر مُردہ ہوچکے تھے۔ محبت الٰہی سے وہ کُلّی طور پر خالی تھے۔ اُن کے عقائد واعمال اوراخلاق وآداب میں فساد برپا ہو چکا تھا۔ اُن کے دن لہوولہب میں اورراتیں عیش وعشرت اورسیاہ کاریوں میں بسر ہوتی تھیں۔ ہرطرف ظلمت اورتاریکی کا دوردورہ تھا۔ ساراعالم ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) کا نظارہ پیش کررہا تھا۔

دُنیا کی اس گھناؤنی شکل اورروح فرسا حالات سے تنگ آکر خداتعالیٰ کا ایک بندہ مخلوقِ خدا کا غم دل میں لئے ایک دشوارگزارراستہ طے کرکے آبادیوں سے دورایک ویران اورتاریک غار میں جابیٹھتا اورکئی کئی دن تک لگاتاراپنے خالق ومالک کی یاد اورذکر میں لگارہتا اوراس کے حضور دعاؤں اورفریادوں میں مصروف رہتا۔ جب آپ کی اس عبادت اورریاضت پر ایک عرصہ گزرگیا تو خداتعالیٰ نے حضورؐ کے دردمند دِل سے نکلی ان دعاؤں کو بپایہ قبولیت جگہ دی اورانسانیت کی فلاح وبہبود کے سامان پیدافرمادئے۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ آپ اس غارِ حرا میں یکاوتنہا ذکروفکر میں مشغول تھے کہ خداتعالیٰ کا فرشتہ ظاہر ہوااورکلام اللہ کی چندآیات آپ کو پڑھائیں۔ اس طرح خداتعالیٰ کی کامل کتاب اورآخری شریعت قرآن مجید کا نزول شروع ہوُا۔ گویا خداتعالیٰ کی رحمت اوربرکت کے دروازے مخلوقِ خدا کے لئے کھول دئے گئے۔

قرآنی آیت اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (القدر:2-4) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”دنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے اوراس ظلمانی حالت کے دنوں میں صدق اورصبر اور زُہد اورعبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکھتا ہے۔ اوروہی ظلمانی حالت تھی کہ جوآنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت تک اپنے کمال کو پہنچ کرایک عظیم الشان نور کے نزول کو چاہتی تھی اوراسی ظلمانی حالت کودیکھ کراورظلمت زدہ بندوں پررحم کرکے صفتِ رحمانیت نے جوش مارااورآسمانی برکتیں زمین کی طرف متوجہ ہوئیں۔ سو وہ ظلمانی حالت دُنیا کے لئے مبارک ہوگئی اور دُنیا نے اس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا۔ ایک کامل انسان اورسیّدالرسل کہ جس ساکوئی پیدانہ ہوُااورنہ ہوگا دُنیا کی ہدایت کے لئے آیااوردُنیا کے لئے اس روشن کتاب کولایاجس کی نظیرکسی آنکھ نے نہیں دیکھی۔ پس یہ خدا کی کمال روحانیت کی ایک بزرگ تجلّی تھی کہ جواس نے ظلمت اورتاریکی کے وقت ایساعظیم الشان نورنازل کیاجس کا نام فرقان ہے۔ جوحق اورباطل میں فرق کرتا ہے۔ جس نے حق کوموجود اورباطل کونابودکرکے دکھلادیا۔ وہ اس وقت زمین پرنازل ہوُاجب زمین ایک موتِ روحانی کے ساتھ مَرچکی تھی اوربرّ اوربحر میں ایک بھاری فساد واقع ہوچکا تھا۔ پس اُس نے نزول فرماکروہ کام کردکھایاجس کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرماکرکہاہے اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (الحدید:18) یعنی زمین مرگئی تھی اب خدااُس کونئے سرے زندہ کرتا ہے“۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 418)

پس اس عظیم لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم الشان رحمت اورعظیم الشان نور قرآن مجید کی صورت میں اپنے بندوں کی راہنمائی کے لئے عطافرمایا اوراس کا نزول رمضان شریف میں شروع ہوا۔ اس لحاظ سے رمضان اورقرآن کریم کا خاص تعلق ہے۔ جب بھی رمضان آتا ہے تو وہ قرآن مجید کے نزول کی یاد اپنے ساتھ لاتا ہے۔ گویارمضان کلام اللہ کو یادکرانے کا مہینہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مہینہ میں تلاوت قرآن زیادہ کرنے کا حکم ہے۔ پھر ہرجگہ درس کا انتظام کیا جاتا ہے نیز تراویح میں قرآن سنایا جاتا ہے۔ رمضان اورقرآن کے اس تعلق کوبیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”غرض رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والامہینہ ہے۔ اورجس شخص کے دل میں اسلام اورایمان کی قدرہوتی ہے وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اوراپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کئے بغیرنہیں رہ سکتا۔ کتنی ہی صدیاں ہمارے اورمحمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان گزرجائیں۔ کتنے ہی سال ہمیں اوراُن کوآپس میں جداکرتے چلے جائیں۔ کتنے ہی دنوں کا فاصلہ ہم میں اوران میں حائل ہوتا چلاجائے لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے تویوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صدیوں اورسالوں کواس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کرکے رکھ دیا ہے اورہم محمد رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ہی قریب نہیں چونکہ قرآن خداتعالیٰ کی طرف سے نازل ہوُاہے اس لئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام فاصلہ کورمضان نے سمیٹ سماٹ کرہمیں خداتعالیٰ کے قریب پہنچادیا ہے۔ وہ بُعد جوایک انسان کوخداتعالیٰ سے ہوتا ہے۔ وہ بُعد جوایک مخلوق کواپنے خالق سے ہوتا ہے۔ وہ بُعد جوایک کمزوراورنالائق ہستی کوزمین وآسمان کے پیداکرنے والے خدا سے ہوتا ہے وہ یوں سمٹ جاتا ہے۔ وہ یوں مٹ جاتا ہے۔ وہ یوں غائب ہوجاتا ہے جیسے سورج کی کرنوں سے رات کا اندھیرا۔......یہی وہ مہینہ ہے جس میں خدااپنے بندوں کے لئے ظاہر ہوا اوراس نے چاہا کہ پھراپنے بندوں کو اپنے پاس کھینچ کرلے آئے اس کلام (قرآن) کے ذریعہ جوحبل اللہ ہے جوخدا کا وہ رسّہ ہے جس کاایک سراخدا کے ہاتھ میں ہے اوردوسرامخلوق کے ہاتھ میں۔ اب یہ بندوں کا کام ہے کہ وہ اس رسّہ پرچڑھ کرخداتک پہنچ جائیں“۔

(تفسیر کبیر۔ جلد دوم، صفحہ 393)

پس قرآن مجید ہی وہ حبل اللہ ہے، وہ رسّہ ہے جس کے ذریعہ ہم خداتعالیٰ سے تعلق استوارکرسکتے ہیں اور رمضان کا مہینہ اس غرض کے لئے خاص ایام ہیں۔ اس لئے اس میں تلاوتِ قرآن پر بہت زوردینا چاہئے۔ اسے پڑھیں، اس پرتدبروتفکرکریں اوراس کے احکام پر عمل پیراہوجائیں۔ یہ رسّہ اوریہ ذریعہ خداتعالیٰ نے خوداپنے بندوں کی راہنمائی کے لئے، اُن کی بہبودی اورترقی کے لئے مہیا فرمایا ہے اوررمضان کے مقدس مہینہ میں عطا کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُراٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (سورۃالبقرۃ:186) یعنی رمضان کا مہینہ وہ (مبارک مہینہ) ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جوتمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ وہ ہدایت کے مؤثر دلائل بھی رکھتا ہے نیزوہ حق وباطل میں امتیاز پیدا کردیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل ہدایت اورحق وباطل میں نمایاں فرق کردینے والی کتاب رمضان میں یونہی نازل نہیں فرمائی۔ قرآن کریم کے نزول کے لئے ماہِ رمضان کا انتخاب بلاوجہ نہیں۔ رمضان کی عظمت اس لئے ہے کہ یہ تنویرقلب اورروحانی مکاشفات کے لئے خاص مہینہ ہے۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُراٰن یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھاہے کہ یہ ماہ تنویرِقلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اورصوم تجلّیِ قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہوجاوے۔ اورتجلّی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پرکھلے کہ خداکودیکھ لیوے۔ پس اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰن میں یہی اشارہ ہے۔ ......مَیں نے قُران کے لفظ میں غورکی تب مجھ پرکھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے۔ اور ایک زمانہ میں تواوربھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جب کہ اورکتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اوربطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اوردیگرکتابیں چھوڑدینے کے لائق ہوں گی۔ فرقان کے بھی یہی معنی ہیں یعنی یہی ایک کتاب حق وباطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی۔ ... اب سب کتابیں چھوڑدو اوررات دن کتاب اللہ ہی کوپڑھو... ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اورتدبر میں جان ودل سے مصروف ہوجائیں“۔

(تفسیرحضرت مسیح موعودؑ سورۃ البقرۃ۔ صفحہ 264)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات کے مطابق ہمیں قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے اوررمضان میں خاص طورپرتلاوتِ قرآن میں مشغول رہنا چاہئے۔ اوران بابرکت ایام سے پورافائدہ حاصل کرنا چاہئے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہررمضان میں قرآن مجید کا کم ازکم ایک دورضرورمکمل فرماتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ الْقُراٰنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرَضَ عَلَيهِ مَرَّتَيْنِ فِي العَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيْهِ۔

(صیحح بخاری، کتاب فضائل القران)

کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہرسال (رمضان میں) ایک مرتبہ قرآن مجید کا دورکیا کرتے تھے۔ لیکن جس سال حضور کی وفات ہوئی اس میں آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ دومرتبہ تلاوت کا دورمکمل کیا۔

اسی کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کورمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آج کل ماشاء اللہ جہاں رمضان کی وجہ سے مسجدوں میں درسوں کے سننے اورپھراس کا مختصر ترجمہ اورتفسیر یااہم مقامات کی وضاحت سننے کا موقع میسر ہوتا ہے جس سے بڑے شوق کے ساتھ بہت سے لوگ فائدہ اُٹھارہے ہوتے ہیں۔ اورپھرنمازتراویح میں قرآن کریم کا دورمکمل ہورہا ہوتا ہے اورخاصی تعداد اس سے بھی فائدہ اُٹھاتی ہے وہاں گھروں میں بھی قرآن کریم پڑھنے، اس کی تلاوت کرنے اوربعض کواس کا ترجمہ پڑھنے کا بھی موقع ملتا ہے۔ عموماً ماشاء اللہ! اکثر احمدی گھروں میں رمضان میں قرآن کریم کے پڑھنے کی طرف خاص توجہ ہوتی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو رمضان کی وجہ سے اپنے اندر روحانی تبدیلی پیداکرنے کی مومن عمومی کوشش کرتا ہے۔ دوسرے قرآن کریم کو جیسا کہ ہم جانتے ہیں رمضان سے ایک خاص نسبت ہے۔ اس کا نزول اس مہینہ میں شروع ہوا۔ آنحضرت ﷺ کی اپنے حضور مناجات کوخداتعالیٰ نے سُنا اوراپنی رحمت کے دروازے کھولے اوردُنیا کوگنداورشرک میں پڑاہوُا دیکھ کربے چین اوربیزارہونے والے وجودکواللہ تعالیٰ نے دُنیا کی اصلاح کے لئے آخری شرعی کتاب دے کر دُنیا میں مبعوث فرمایا۔ اورپھر 23 سال کے لمبے عرصہ تک یہ شریعت اترتی رہی اورجبریل آپ کے پاس ہررمضان میں اس وقت تک کے نازل شدہ قرآن کا ایک دورمکمل کرواتے تھے۔ اورآپ ﷺ کے وصال کے سال (جس سال آپ کا وصال ہوا) اس سال کا جورمضان تھا، اس سال میں جب کہ شریعت مکمل اورکامل ہوچکی تھی جبریل نے دودفعہ

باقی صفحہ نمبر 11پر ملاحظہ فرمائیں

خداتعالیٰ کے فضل اوررحم کے ساتھ
قائم شدہ 1952
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

بھٹو اور اُن کی اسمبلی کے قائدِ حزبِ تکفیر

احراری لیڈر شورش کاشمیری نے 1970ء کے ملکی الیکشن کے دوران بھٹو اور مفتی محمود، مولوی غوث ہزاروی وغیرہ کو غدار اسلام، اشتراکی کوچہ گرد اور سے گفتنی ناگفتنی گالیوں سے نوازا۔ ایک خاص تنقیدی نظم ''کامریڈ بھٹو کی جے ہو'' کے زیرِ عنوان فرمایا ؎

اس کے جلو میں ہے صحبت مینار چا کے دیکھ
بھٹو عجیب شئے ہے کبھی آزما کے دیکھ
پیتا ہے ڈٹ کے زہرہ جبینوں کے ہم رکاب
اس کا عروج کانٹی نیٹل میں جا کے دیکھ
یونہی رہے گا مفتی محمود کا مزاج
اس کو کلام شاعر مشرق سنا کے دیکھ
جھینگر ہے موسیٰ خیل* کا یافنگ بدلگام
گھوڑے کے تھان پر اسے چارہ کھلا کے دیکھ

(*بدذات، کمینہ، خبیث)

(کلیات شورش کاشمیری۔ صفحہ 115۔ اشاعت جنوری 1996ء۔ ناشر الفیصل۔ اردو بازار لاہور)

شورش نے 20 راگست 1973ء کو ''حضرت مفتی محمود کے نام'' کے عنوان سے ''چٹان'' میں لکھا:

''ہمارے بعض ''دوستوں'' نے جمیعت علمائے اسلام سے متعلق درجن یا ڈیڑھ درجن مراسلات بھجوائے ہیں۔ یہ تمام ''دوست'' جمیعت کی ڈار میں شامل ہی نہیں بلکہ اس کے اکابر سے بعض روایات کے باعث ایک گونہ عقیدت رکھتے ہیں۔ ہم اپنے ان دوستوں کے مراسلات چھاپنے سے معذور ہیں۔

اوّلاً: جو کچھ ان کے مراسلات میں درج ہے اس کا نتیجہ اس کے سوا کیا ہوگا کہ دین کی طاقت عوام میں اور کمزور ہو۔ نئی پود آج دین سے لاتعلق ہے، کل باغی ہو جائے اور اعلانیہ اقدار مذہب سے ٹھٹھا کرے۔

ثانیاً: کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے، لیکن یہ واقعہ ہے کہ 1970ء کے انتخاب میں دین کی بدھ اڑ گئی اور اس کے مسئولین وہ لوگ تھے جو علماء کہلا کر لادینوں کی پشت پناہی میں اہل دین پر اس طرح چڑھ دوڑے، گویا کافروں کی بستی پر یلغار کر رہے اور فاسقوں کے غول کو چت کر رہے ہیں۔

ثالثاً: قادیانی اُمّت کی لاہوری شاخ کے امیر شیخ بشیر احمد ایڈووکیٹ جو لاہور ہائی کورٹ میں ایک عرصہ جج بھی رہے مرزا بشیر الدین محمود کے ہمزلف تھے۔ راقم سے ان کی علیک سلیک تھی۔ ایک دوستانہ صحبت میں انہوں نے راقم سے کہا، آپ نے ہمارے خلاف عمومی تحریک پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا لیکن ہم نے آپ کے خلاف کبھی وہ عریاں زبان استعمال نہیں کی جو آپ کے ان ساتھیوں نے اس انتخاب میں استعمال کی۔ کیا علماء کی زبان یہ ہے...... حقیقت یہ ہے کہ راقم کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

رابعاً: دشنام والزام کی اس پوری مہم کا راقم کو اس درجہ قلق ہے کہ ان ''خاصان خدا'' کے بارے میں اب تک دل صاف نہیں ہوتا...... حالت یہ ہے کہ راقم بارگاہ رسالت میں استغاثہ دائر کر کے صبح قیامت کے انتظار میں ہے۔ جھوٹ بولنا سب سے بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں اس کے مرتکبین پر بار بار لعنت بھیجی ہے۔ راقم اپنے دل کی اس حالت کو چھپا نہیں سکتا کہ مولانا غلام غوث اور ان کے رفقاء جو اپنے تئیں مسند رسول کا وارث سمجھتے اور خلقۃً منبر ومحراب کی مخلوق ہیں، وہ راقم کے دل ودماغ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو چکے ہیں۔ راقم خطاوار سہی لیکن جو دل ان کی طرف سے ٹوٹ چکا ہے وہ جڑ نہیں سکتا اور اس ٹوٹے ہوئے دل میں ان کے لئے افسوس کوئی جگہ نہیں۔ آج قاسم نونوتویؒ، رشید احمد گنگوہیؒ، محمود الحسن شیخ الہندؒ اور انور شاہ کاشمیریؒ زندہ ہوتے تو خودکشی کر لیتے کہ اسلام پر ان کی معنوی اولاد کے ہاتھوں یہ بیت چکی ہے۔

خامساً: حضرت مفتی محمود اور مولانا غلام غوث کے سیاسی ٹکراؤ کی سرگزشت تاسف کا باعث تو ضرور ہے لیکن تعجب کا باعث نہیں۔ مولانا غلام غوث کا قول وفعل ملک امیر محمد خان کالاباغ کے زمانہ میں بھی یہی تھا جو آج ہے۔ وہ اب یا تب اسلام کے نمائندہ نہیں صرف سیاست کے نمائندہ ہیں اور پاکستان کی سیاست سرکاری نگارخانے کی چیز ہے۔ بہرحال مولانا غلام غوث سے متعلق جو کچھ ان کے بعض دوستوں یا معتقدوں نے لکھا وہ چھاپنے سے نہ چھاپنا بہتر ہے۔ جب مولانا عبداللہ درخواستی اور حضرت مولانا خان محمد صاحب (کندیاں شریف) وعدہ لے کر انہیں حضرت مفتی محمود سے جوڑ نہ سکے تو ہم ان مراسلات کی اشاعت سے انہیں کیونکر راضی کر سکتے ہیں اور یوں بھی تصادمات و تضادات کی نمائش سے فائدہ کیا ہے؟ آج کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں رہی۔ سورج طلوع ہو چکا ہے اور کسی گوشے میں تاریکی نہیں۔ جن دوستوں نے 1970ء میں ہمیں اپنی شرعی گالیوں سے نوازا اور اس کمال سے نوازا تھا کہ جزاک اللہ...... ان کی خدمت میں عرض ہے کہ:

ہم نہ ہوں گے تو ہمیں یاد کرو گے یارو

حضرت مفتی محمود کے لئے ایک نظم ہوگئی ہے اور وہ ان کی نذر ہے۔ ؎

ہمسفر دیکھ لئے ان کا چلن دیکھ لیا
آپ نے رنگ عزیزاں کہن دیکھ لیا
مَیں تہی دست تو اک مردِ فرومایہ تھا
آپ نے حلقۂ یارانِ سخن دیکھ لیا
ہم خیالوں کے خدوخال، خدا خیر کرے
ہم خیالوں کے دروبست کا فن دیکھ لیا
سیّد احمدؒ بھی ہزارہ میں ہوئے آ کے شہید
پھر وہاں معرکۂ دین ووطن دیکھ لیا
کیسی ہوتی ہیں عزیزوں میں ریا کی باتیں
کیسے بکتے ہیں گل و برگ وسمن دیکھ لیا
آپ نے جن کو شریعت کا نگہباں سمجھا
ان کے ہاتھوں سے اجڑتا ہے چمن دیکھ لیا
مَیں گنہگار کھری بات کہے جاتا ہوں
جانشینانِ پیمبر کا چلن دیکھ لیا

(ایضًا صفحہ 1546 تا 1548)

وزیر اعظم بھٹو اور مفتی محمود قائد حزب اختلاف نے 7 ردسمبر 1974ء کو جماعت احمدیہ کے خلاف رسوائے زمانہ قرارداد پاس کی تو شورش نے تبصرہ کیا:

سوشلزم کی دیکھئے تکمیل ہوگئی
قمری پھدک پھدک کے ابابیل ہوگئی

❁❁❁❁❁❁

مفتی محمود اور دوسرے ملاؤں کے متعلق شورش کی وصیت

خان پور سے ایک بزرگ نے لکھا ہے:

''الیکشن ہوگیا، اختلاف جاتے رہے، نیا سفر شروع کیجئے۔ جمعیۃ العلماء اسلام بہرحال ان بزرگوں کی وارث ہے جن کے ساتھ کبھی آپ کا تعلق خاطر تھا، آپ نے ان کے ساتھ دین وسیاست کے معرکوں میں پامردی سے حصہ لیا۔ وہ آپ کے! آپ ان کے! آئندہ کے خطرات کو ٹالنے کے لئے ان کا ہاتھ بٹائیے، سیاست میں تلخی بھی آ جاتی ہے۔ کوئی چیز اس میدان میں حرف آخر نہیں ہوتی۔ زمانہ بدلتا رہتا ہے، ممکن ہو تو جماعت اسلامی اور جمعیۃ العلمائے اسلام میں صلح کرا دیجئے بلکہ تمام اسلامی جماعتوں کو اکٹھا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر عظیم ہے''۔

ہمارے دل میں ان بزرگ کا بڑا احترام ہے لیکن جو کچھ انہوں نے لکھا اس میں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ان باتوں پر بحث کرنا فضول ہوگا۔ جب راستے مختلف ہو جائیں تو پھر اس قسم کے مباحث پر قلم اٹھانا زبان کھولنا مناسب نہیں۔ بالخیر شما سلامت، ہم کسی کے وارث نہیں۔ جو وارث ہیں انہیں یہ میراث مبارک ہو، ہم نے جو تجربہ کیا اس کا ملخص یہ ہے کہ بزرگوں کی میراث ان کے پاس ضرور ہے لیکن ان کا اخلاق ان کے پاس بالکل نہیں، ان کا اخلاق ہوتا تو ان کی زبان یعنی ہفت روزہ ترجمان سے وہ نوادرات صفحہ قرطاس پر نہ آتے جس نے ہمیں ان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا کر دیا ہے۔ وہ اللہ والے اور ہم گنہگار، وہ عابد شب زندہ دار، ہم خاطی و سہ کار، وہ جنتی ہم دوزخی، وہ علمائے عظام ہم رسوا و بدنام، وہ نیکیوں کا مجسمہ ہم برائیوں کا پیکر، وہ درویش خدامست ہم رندسیہ مست، وہ سربفلک کہسار، ہم اعتبار سے ہیچ میرز۔ وہ علم کا شہ پارہ ہم عاجز و بیچارہ۔ عجز وانکسار کی اس تمام متاع کے باوجود ہم ہوگالیاں، وہ ملاتیاں، وہ بہتان، وہ اتہام، وہ زبان، وہ کلام نہیں بھول سکتے جس کا قرآن وسنت کے پورے ذخیرے اور منبر ومحراب کے پرانے خریطے میں کوئی جواز نہیں۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں خدمتِ اسلام کی توفیق دیں اور ان کا وجود ملک وقوم کے لئے بابرکت ثابت ہو۔ لیکن ہم ان کے لئے مر چکے اور یہ ہمارے لئے؟ اب خدا سے ایک ہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے احسان و بہتان دونوں سے بچائیں۔ بد و کہہ لیجئے، سخت کہنا ہو تو گنوار کہہ لیجئے۔ بُرا کہنا ہو تو ان کے ہفتہ وار ترجمان اسلام میں سے کوئی صفحہ نکال کر اس حصہ نظم کو بیچ بازار ٹانک دیجئے۔ لیکن ہم اپنے ربّ سے ہر صبح یہی دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار عالم منبر رسالت کے ان وارثوں سے محفوظ رکھنا۔ ہم میں ان کے احسان لینے کا بوتا نہیں رہا۔ ان کا پانی ہمارے لئے حرام کر دے اور اگر ان کی نگۂ لطف سے زندگی بڑھتی ہو تو گھٹا دے، ان سے عزت ملتی ہو تو ذلت اچھی۔ مر جاؤں اور کوئی مسلمان جنازہ پڑھانے والا نہ ملے۔ تو ان سے جنازہ پڑھوانا ایسا ہی ہے جیسا کسی مسلمان کی لاش کو بپتا پر رکھا جائے۔ ان کو جنازہ میں شریک کرنے سے کہیں بدتر ہے کہ لاش اٹھا کر بازار میں پھینک دی جائے، جسم کتے کھا جائیں۔ نہ ہم ان کے نہ وہ ہمارے۔ تجربے ہمیشہ نہیں کئے جاتے۔ زندگی میں ایک ہی دفعہ ہوتے ہیں''۔

(ہفت روزہ چٹان۔ 8رفروری 1971 صفحہ 6 تا 20)

❁❁❁❁❁❁

فیصلہ 7 رستمبر کا شعری خلاصہ

معرکہ ختم نبوت کے چیمپن بھٹو اور مفتی محمود اور دوسرے (کاسہ لیسان فیصل اور یورپ) کا پوسٹ مارٹم ہو چکا اب فیصلہ تکفیر دو شعری خلاصہ عرض ہے۔ پہلے شعر کا تعلق مکفّران اسمبلی سے ہے اور دوسرا جماعت احمدیہ کے جانبازوں سے۔ ؎

تیغ منصف ہو جہاں دار و رسن ہو شاہد
بے گناہ کون ہے اس شہر قاتل کے سوا

ہجوم تشنہ لباں کا سراغ دو مجھ کو
وراثتوں میں مری دشت کربلا بھی آئے

حضرت مصلح موعودؓ نے 1935ء میں کیا خوب فرمایا تھا ؎

وہ تم کو حسین بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں
یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو

☾☾☾☾☾☾

خلافت جوبلی دعائیہ پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدسالہ خلافت جوبلی کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو نوافل، روزوں اور دعاؤں کا پروگرام دیا ہوا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس پروگرام کو پابندی سے جاری رکھیں اور ایک دوسرے کو بھی تلقین کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم چودھری فضل کریم صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30/اگست 2006ء میں محترم چودھری فضل کریم صاحب کے خودنوشت حالات شائع ہوئے ہیں جو اُن کے بیٹے مکرم حامد کریم محمود صاحب (مبلغ سلسلہ) نے مرتب کئے ہیں۔

محترم چودھری فضل کریم صاحب آف کریم میڈیکل ہال فیصل آباد، اپنے خاندان میں اکیلے احمدی ہوئے۔ آپ اپنے حالات یوں بیان کرتے ہیں کہ مَیں 1918ء میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک گاؤں میں حاجی عمرالدین صاحب کے ہاں پیدا ہوا۔ میرے بڑے بھائی محمد علی احمدی نہیں ہوئے لیکن مخالفت بھی کبھی نہیں کی۔ میری عمر ایک سال سے کم تھی جب میری والدہ کا انتقال ہوگیا تھا۔

گاؤں میں پرائمری سکول تھا۔ اس کے بعد پکاانّا اور دسوہہ میں کچھ سال پڑھا لیکن نویں کلاس میں تعلیم ختم کردی اور والد صاحب کے ساتھ زمینداری کا کام دو سال کیا۔ یہ کام مشکل تھا اس لئے گاؤں کے درزی کے پاس سلائی کا کام ایک سال تک سیکھا۔ 1933ء میں لائلپور (فیصل آباد) جاکر چار سال تک یہ کام کیا۔ گاؤں میں احمدیت کا تعارف ہوچکا تھا اس لئے فیصل آباد میں مسجد احمدیہ سے رابطہ ہوگیا۔ یہاں 1936-37 میں مَیں نے بیعت کرلی۔ اس پر میرے درزی استاد نے گاؤں میں میرے والد صاحب کو پیغام بھجوایا کہ آپ کا لڑکا احمدی ہوگیا ہے، اس کو سمجھائیں، اس پر گاؤں سے میرے والد صاحب اور چند دیگر افراد مجھے سمجھانے کے لئے آئے۔ کوئی بھی سمجھا نہیں سکا کہ مَیں نے کیا غلط کام کیا ہے۔ بہرحال میرے استاد درزی نے مجھے رہائش سے نکال دیا البتہ کام ان کے پاس ہی کرتا رہا۔ ایک سال مسجد احمدیہ میں ٹھہرا۔

میرے والد صاحب متعصب نہیں تھے، وہ پیروں فقیروں کو مانتے تھے، اس لئے مجھ پر زیادہ تشدد نہیں کیا۔ جب میں ابھی پانچ چھ ماہ کا بچہ تھا اس وقت میری منگنی میری والدہ نے میری ماموں زاد سے کردی تھی لیکن جب میں احمدی ہوگیا تو میرے ماموں نے یہ رشتہ دینے سے انکار کردیا۔ چنانچہ 1938ء میں میری شادی مکرم چوہدری عبدالستار صاحب گوکھووال کی بیٹی کے ساتھ ہوگئی۔ شادی کے بعد احمدیہ مسجد کی پچھلی گلی میں ایک مکان تین روپے کرایہ پر حاصل کرکے رہنے لگا۔ بعد میں میرے خسر محترم نے گوکھووال بلالیا۔

1942ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر کثرت سے احمدی نوجوان فوج میں بھرتی ہوگئے۔ میں نے فیروز پور میں فوجی ٹریننگ حاصل کی۔ پھر آسام بھجوادیا گیا۔ کل ساڑھے چار سال فوج میں رہا۔ دوسری جنگ عظیم برما میں لڑے۔

1944ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ تحریک بھی فرمائی کہ سابق فوجی واپس آکر وقف (تجارت) کریں۔ میں نے آکر رپورٹ کی تو مجھے انتظامیہ کی طرف سے کہا گیا کہ آپ اپنے طور پر تجارت کریں آپ کا یہی وقف شمار ہوگا۔ چنانچہ میں نے فیصل آباد میں ایک ہندو کی کپڑے کی دکان پر سلائی کا کام شروع کردیا۔ کام اچھا چل پڑا۔

1947ء میں حفاظت مرکز کے لئے قادیان چلا گیا۔ اپنا سامان ہندوؤں کی دکان پر ہی رکھ گیا تھا۔ قادیان سے آخری قافلہ دسمبر 1947ء میں پاکستان آیا جس میں مَیں بھی شامل تھا۔ دیکھا تو ہندوؤں کی دکان مسلمانوں کو الاٹ ہوچکی تھی۔ چنانچہ میرا سارا سامان ضائع ہوگیا۔ میں نے واپس آکر لوگوں کو ان کا نقصان رقم کی صورت میں ادا کیا۔ میری مشین گھر میں تھی اس لئے بچ گئی۔ مسجد احمدیہ لائل پور کی دکان کرایہ پر لی۔ کچھ کپڑا خرید لیا اور ساتھ کاریگر رکھ لئے اور دکان شروع کردی۔ فوج سے چار پانچ ہزار روپیہ مجھے ملا تھا اس رقم سے یہ کاروبار شروع کیا جو اچھا چل پڑا۔

اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر فرقان فورس میں ڈیوٹی پر چلا گیا۔ چار پانچ ماہ بعد واپسی ہوئی تو دوبارہ پہلے والا کام شروع کردیا۔ لیکن چونکہ مارکیٹ میں کپڑا انڈیا سے بھی آگیا تھا اس لئے میرے پانچ ہزار روپے کے خریدے ہوئے کپڑے کی قیمت نصف رہ گئی تھی۔

1953ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ ہر احمدی ایک ہنر ضرور سیکھے۔ میں خدام الاحمدیہ لائل پور کا قائد اور سیکرٹری تحریک جدید تھا۔ میں نے ایک ہسپتال میں ڈسپنسر کی ٹریننگ شروع کردی۔ 1958ء میں کنگ ایڈورڈ کالج لاہور سے ڈسپنسر کا امتحان پاس کیا۔ پھر اپنی دکان کے ایک کونے میں ہی میز پر دوائیں رکھ لیں۔ ڈاکٹری کا کام بھی آہستہ آہستہ چل پڑا تو مسجد احمدیہ کے سامنے نصف دکان خرید لی۔ پھر اسی کی برکت سے کئی دکانیں اور مکان بنائے۔ پھر کریم نگر فیصل آباد میں مکان بناکر 1970ء میں یہاں شفٹ ہوگئے۔ کریم نگر کا نام حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب امیر جماعت احمدیہ نے اُس وقت تجویز فرمایا تھا جب وہ کسی احمدی کے مکان کی افتتاحی تقریب میں وہاں تشریف لائے تھے۔ مجھے لمبا عرصہ اس جماعت کا صدر رہنے کی توفیق ملی۔ دیگر کئی شعبوں میں بھی خدمت کی توفیق عطا ہوتی رہی۔ مجھے اور میرے بیٹوں کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا شرف بھی عطا ہوا۔ جیل کی دیواروں پر ہم نے ایک کاتب سے حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار بہت خوبصورت الفاظ میں لکھوائے۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں بھی شامل ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے صدقے خاکسار پر بے انتہاء انعامات فرمائے۔ مال دیا، کثرت سے اولاد دی۔ بے شمار پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں بھی عطا کئے۔ میرے خاندان میں سے کسی اور کو احمدی ہونے کی توفیق نہیں ملی۔ اگر ان کا مجھ سے مقابلہ کیا جائے تو ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے انعامات ہم پر زیادہ ہیں۔

محترم ڈاکٹر مجیب الرحمٰن پاشا صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15/جولائی 2006ء میں محترم ڈاکٹر مجیب الرحمٰن پاشا صاحب سے متعلق مکرم محمد طارق محمود صاحب مربی سلسلہ کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ محترم ڈاکٹر پاشا صاحب کو 7/مئی 2006ء کی شام آپ کے کلینک کے سامنے گولی مار کر شہید کردیا گیا تھا۔

اپنی شہادت کے روز محترم پاشا صاحب پہلے سارا دن بارہ میل دُور کے ایک گاؤں میں ایک میٹنگ میں شریک ہونے والوں کو لے جاتے رہے۔ پھر فارغ ہوکر اپنے کلینک پر چلے آئے جو مسجد فضل سانگھڑ کے چوک میں برلب سڑک واقع ہے۔ کلینک کے اوپر ہی آپ کی رہائش بھی تھی۔ آپ اپنی رہائشگاہ میں جانے والے تھے کہ ایک عیسائی مریض آپ کو سڑک پر کھڑا کرکے باتوں میں مصروف ہوگیا۔ تقریباً سوا نو بجے اچانک ایک نامعلوم شخص نے قریب ہوکر محترم ڈاکٹر صاحب کے سر پر پستول کی گولی سے فائر کیا۔ گولی دماغ سے گزرتی ہوئی پیشانی کے درمیان سے پار نکل گئی۔ اور ڈاکٹر صاحب بیہوش ہوگئے۔ بدبخت قاتل بھاگ کر اندھیری گلی میں غائب ہوگیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کو فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا جہاں فرسٹ ایڈ کے بعد حیدرآباد بھجوایا گیا لیکن راستہ میں ہی آپ کی وفات ہوگئی۔

مرحوم شہید کے والد محترم ڈاکٹر پیر فضل الرحمٰن صاحب (سابق امیر ضلع سانگھڑ) اپنی شرافت طبع اور بے لوث خدمت خلق کی وجہ سے مشہور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس شہادت کا ذکر تین دن تک اخبارات نے شہ سرخیوں میں اس طرح کیا کہ ''سانگھڑ کے مشہور ومعروف ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے بیٹے ڈاکٹر مجیب الرحمٰن پاشا کو سر میں گولی مار کر قتل کردیا گیا''۔ اس خاندان کی شرافت کی وجہ سے لوگوں نے اس واقعہ کی پُرزور مذمت کی اور اپنے اس محسن کے قتل پر غم وغصہ کے ساتھ اپنے آنسوؤں کو بہاکر بھی اپنی دلی کیفیت کا اظہار کیا۔

ڈاکٹر مجیب الرحمٰن صاحب پاشا ایسا نفیس اور کم گو اور بے لوث خدمت کرنے والا تھا جس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے جہاں اپنوں نے اس کی کمی محسوس کی اور آنسو بہائے وہاں غیروں نے بھی اسے خراج تحسین پیش کیا۔ اس واقعہ کے خلاف شہر بھر کے ڈاکٹروں نے مکمل ہڑتال کرکے اس واقعہ کے خلاف احتجاج کیا۔

محترم ڈاکٹر پاشا صاحب 21/جون 1961ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے نانا حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیرآبادی اور دادا حضرت پیر برکت علی صاحبؓ تھے۔ آپ کے والد کا آبائی گاؤں ''رَمل'' ضلع منڈی بہاؤالدین ہے۔

مضمون نگار کو 1984ء تا 1987ء سانگھڑ میں بطور مربی سلسلہ فرائض سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں محترم مجیب الرحمٰن پاشا صاحب کا لڑکپن کا دور تھا۔ آپ ایک سنجیدہ، انتہائی تابعدار، شریف النفس، بڑوں کا احترام کرنے والے اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ وفات کے وقت آپ سیکرٹری تحریک جدید سانگھڑ اور نائب ناظم ایثار انصاراللہ ضلع سانگھڑ کی خدمت بجالارہے تھے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ مَیں نے تعزیت کے لئے آئے ہوئے بعض غیراز جماعت لوگوں کو آنسو بہاتے دیکھا جو قسم کھاکر کہہ رہے تھے کہ ایک ہمدرد اور غمخوار انسان کو قتل کردیا گیا ہے۔ مرحوم کی نماز جنازہ پہلے حیدرآباد اور پھر سانگھڑ میں ادا کی گئی۔ جنازہ میں سینکڑوں لوگ جمع ہوئے جن میں غیراحمدی وکلاء، ڈاکٹرز اور ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اہلیہ محترمہ ڈاکٹر نعیمہ مجیب صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی بھی پسماندگان میں چھوڑے ہیں۔

مورخہ 12 مئی 2006ء حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناگویا (جاپان) سے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے محترم ڈاکٹر پاشا صاحب کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ''آپ بڑے کم گو اور خدمت کرنے والے اور چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے''۔ حضور انور نے نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑھائی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13/اپریل 2006ء میں شائع ہونے والی مکرم ناصر احمد سید صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے۔

جو کوئے عشق میں جھولی دراز رکھتے ہیں
وہ اپنے آپ کو دنیا سے باز رکھتے ہیں
دلوں کا حال تو چھپتا نہیں چھپانے سے
بھلا یہ اشک بھی رازوں کو راز رکھتے ہیں
وہ جس کے ہاتھ میں نبضیں ہیں اس زمانے کی
ہم ایسے شخص کی بیعت کا ناز رکھتے ہیں
شفائیں بانٹتے پھرتے ہیں اک مسیحا کی
ہم اہلِ درد ہیں اور کارساز رکھتے ہیں

لجنہ اماء اللہ ناروے کے سہ ماہی ''زینب'' جنوری تا مارچ 2006ء میں مکرمہ طیبہ زین صاحبہ کی ایک طویل نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خوشبو وہی ، چمن بھی وہی ، رنگِ گُل وہی
دیکھو تو پڑھ کے بسملو شجرہ بہار کا
لمحۂ دید غور سے دیکھا کرو اُسے
یہ عکسِ جاں فزا ہے اُسی طرحدار کا
تُو پانچویں بہار ہے باغِ مسیح کی
اُس خاندان کا ہے تُو چشم و چراغ بھی
جوبن میں تیرے اُنہیں بہاروں کے رنگ ہیں
عالی نسب بھی ہے تُو اور عالی دماغ بھی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
21st September 2007 – 27th September 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 21st September 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:35 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 2, recorded on 26th May 1985.
03:05 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion on the life and characteristics of the Holy Prophet (saw).
03:40 Al-Maa'idah: A cookery programme.
04:05 Tilaawat
04:30 MTA Variety: a discussion on the topic of prophecies regarding the Holy Prophet (saw) in the Bible.
05:00 MTA Travel: A visit to Central London.
06:05 Tilaawat & MTA News
08:10 Siraiki Service
09:10 Indonesian Service
10:10 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 3, recorded on 1st June 1985.
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
13:20 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:45 Friday Sermon [R]
16:00 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion about the Holy Prophet's (saw) method of prayer.
16:30 Tilaawat [R]
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International News Review Special
21:00 Dars-ul-Qur'an [R]
22:35 Friday Sermon [R]
23:50 Tilaawat

Saturday 22nd September 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
02:15 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 3, recorded on 1st June 1985.
03:45 Tilaawat
04:10 Seerat-un-Nabi (saw)
04:45 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 21st September 2007.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
08:30 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 4, recorded on 2nd June 1985.
12:30 Dars-e-Hadith: Selected sayings of the Holy Prophet (saw) about the importance of Tahajjud.
12:55 Tilaawat & MTA Jamaat News
13:35 Bangla Schomprochar
14:35 Ramadhan Question and Answer: Question and Answer programme with Abdul Majid and Munir-ud-din Shams. Recorded on 15the October 2005.
15:25 Seerat-un-Nabi (saw): A programme about the life of the Holy Prophet (saw).
16:00 Qur'an Quiz
16:25 Tilaawat [R]
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Dars-ul-Qur'an [R]
22:40 Quiz Qur'an-e-Kareem: A quiz programme based on the Holy Qur'an.
23:05 Tilaawat

Sunday 23rd September 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 4, recorded on 2nd June 1985.
03:05 Tilaawat & Dars-e-Hadith
03:35 Seerat-un-Nabi (saw): A programme about the life of the Holy Prophet (saw).
04:35 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 21st September 2007.
05:35 Qur'an Quiz
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
08:35 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzur, recorded on 1st April 2007.
09:35 MTA Travel: A travel programme featuring a tour of the united Arab Emirates.
10:00 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 5, recorded on 8th June 1985.
12:40 Dars-e-Hadith
12:55 Learning Arabic: lesson no. 18
13:15 MTA International News Review
13:50 Bangla Service
14:50 Ilmi Khitabaat: An Urdu speech delivered by Chaudhary Zafarullah Sahib on the occasion of Jalsa Salana Rabwah, 1972.
15:45 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion programme about the Holy Prophet's (saw) kindness towards women.
16:25 Tilaawat [R]
18:30 Arabic Service: Mutabaat. An Arabic discussion programme about contemporary issues that arise in the media relating to Islam.
19:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 127, Recorded on 11/01/1996.
20:45 MTA International News Review
21:15 Dars-ul-Qur'an [R]
22:50 MTA Travel [R]
23:15 Tilaawat

Monday 24th September 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:40 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 5, recorded on 8th June 1985.
03:15 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion programme about the Holy Prophet's (saw) kindness towards women.
03:45 Tilaawat
03:55 MTA Travel: a programme featuring a visit to the United Arab Emirates.
04:25 Ilmi Khitabaat: An Urdu speech delivered by Chaudhary Zafarullah Sahib on the occasion of Jalsa Salana Rabwah, 1972.
05:30 Learning Arabic: lesson no.18
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
08:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzur. Recorded on 14th January 2007.
09:45 Friday Sermon: rec. 10/08/2007
10:55 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 6, recorded on 9th June 1985.
12:30 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:35 Bangla Schomprochar
14:35 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 20th October 2006.
15:35 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion about the Holy Prophet's (saw) method of worship.
16:15 Tilaawat [R]
18:05 Medical Matters: a programme about Yellow fever.
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 128, Recorded on 16/01/1996.
21:00 MTA International Jama'at News
21:00 Dars-ul-Qur'an [R]
22:30 Spotlight
23:00 Tilaawat

Tuesday 25th September 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 6, recorded on 9th May 1985.
03:00 Tilaawat
03:15 Medical Matters: a programme about Yellow fever.
03:35 Dars-e-Hadith
03:55 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion about the Holy Prophet's (saw) method of worship.
04:25 Spotlight
05:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 20th October 2006.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
08:35 Learning Arabic, lesson no. 19
09:20 MTA Variety: a discussion programme on the topic of modern media presented by Naseer Shah.
10:00 Indonesian Service
10:55 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 1, recorded on 10/05/1986.
12:30 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:30 Bangla Schomprochar
14:30 Jalsa Salana Japan 2006: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 13th May 2006 at Jalsa Salana Japan.
15:20 Learning Arabic, lesson no. 19 [R]
15:45 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion about the kindness of the Holy Prophet (saw).
16:15 Tilaawat
18:00 Dars-e-Hadith: selected sayings of the Holy Prophet (saw) on the topic of the blessings of fasting.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:00 Dars-ul-Qur'an [R]
22:25 MTA Variety: a discussion programme on the topic of modern media presented by Naseer Shah. [R]
23:10 Tilaawat

Wednesday 26th September 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:40 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 1, recorded on 10th May 1986.
03:10 Tilaawat & Dars-e-Hadith
03:40 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion on the topic of the kindness of the Holy Prophet (saw).
04:30 Learning Arabic, lesson no. 19
05:05 Jalsa Salana Japan 2006: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 13th May 2006 at Jalsa Salana Japan.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
08:35 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzur, recorded on 20th December 2003.
09:45 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 2, recorded on 11th May 1986.
12:30 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:35 Bangla Schomprochar
14:35 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 20th April 1984.
15:20 Children's Workshop
15:35 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion programme about the life of the Holy Prophet (saw).
16:15 Tilaawat
18:30 Arabic Service
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 129, recorded on 17/01/1996.
20:40 MTA International Jamaat News
21:15 Dars-ul-Qur'an [R]
22:40 Children's Corner [R]
23:00 Tilaawat

Thursday 27th September 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:30 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 2, recorded on 11th May 1986.
03:00 Tilaawat
03:25 Dars-e-Hadith: Selected sayings of the Holy Prophet (saw) about Salvation.
03:40 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion on the life of the Holy Prophet (saw).
04:30 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 20th April 1984.
05:15 Jalsa Speeches: A speech delivered by Mubarak Ahmad Nazeer recorded on the occasion of Jalsa Salana Germany held on 21st August 2004.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
08:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class with Huzur, recorded on 15th April 2007.
09:15 Indonesian Service
10:30 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 3, recorded on 17th May 1986.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:05 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 21/09/2007.
14:10 MTA Variety: A discussion on the prophecies about the Holy Prophet (saw) in the Bible.
14:40 Huzoor's Tours
15:45 Seerat-un-Nabi (saw)
16:05 Tilaawat
18:00 Marrakesh
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA News Review
21:00 Dars-ul-Qur'an [R]
22:25 MTA Variety: A discussion on the prophecies about the Holy Prophet (saw) in the Bible [R]
23:00 Tilaawat

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday 14 September, 2007 | Issue No. 37

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

انفرادی وفیملی ملاقاتیں، مسجد بیت الجامع اور آفن باخ کا وزٹ، مختلف ممالک کے سینکڑوں افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

واقفات نو وہ پڑھائی کریں جس کا جماعت کو فائدہ ہو، پیسے کمانے کی نیت سے نہ پڑھو بلکہ علم حاصل کرنے کی نیت سے پڑھو۔ تم واقفات نو ہو اور جماعت کے لئے کام کرنا ہے۔

(واقفات نو بچیوں کی کلاسز میں بچیوں کے سوالات کے جوابات اور قیمتی نصائح)

واقفین نو اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے آپ کو پیش کریں پھر جماعت کا یا خلیفۂ وقت کا فیصلہ ہوگا کہ ان سے کس جگہ اور کیا کام لیا جائے۔ جماعت کو اب ہر فیلڈ میں واقفین چاہئیں۔ واقفین نو بچوں کو میڈیکل، سول انجینئرنگ، آرکیٹیکچرل انجینئرنگ، الیکٹریکل انجینئرنگ، انفارمیشن ٹیکنالوجی، انوائرنمنٹل ٹیکنالوجی، Space ٹیکنالوجی، مختلف سائنسز، قانون، اکاؤنٹس وغیرہ میدانوں میں آگے آنے کی نصیحت

(جرمنی میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: مبارک احمد ظفر - ایڈیشنل وکیل المال - لندن)

26/اگست 2007ء:

حضور انور نے 5:25 منٹ پر نماز فجر مسجد بیت السبوح میں پڑھائی۔ پونے گیارہ بجے صبح حضور انور دفتر تشریف لائے اور مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے پیش ہونے والے بعض معاملات پر ہدایات دیں۔

انفرادی واجتماعی ملاقاتیں

اس کے بعد ملاقاتوں کا پہلا دور شروع ہوا جو نماز ظہر وعصر تک جاری رہا۔ پونے دو بجے حضور انور نے نماز ظہر وعصر مسجد بیت السبوح میں پڑھائیں۔ ملاقاتوں کا دوسرا دور پانچ بج کر تیس منٹ پر شروع ہو کر نماز مغرب وعشاء تک جاری رہا۔ آج حضور انور نے مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے ایک سو پندرہ خاندانوں (جن میں عرب اور جرمن بھی شامل تھے) کے 475 افراد کو شرف ملاقات عطا فرما کر قلم، چاکلیٹ، انگوٹھیاں اور رومال بطور تبرک دینے کے علاوہ مختلف مسائل سننے کے بعد حسب حالات ہدایات، مشورے اور دعائیں دیتے ہوئے ہر ایک کی کسی نہ کسی رنگ میں مسیحائی فرمائی۔ جو بھی ملاقات کرنے کے بعد حضور انور کے دفتر سے باہر آتا تو اس کی خوشی یہ کہہ رہی ہوتی کہ ؎

نظر مسرور کا اعجاز مسیحائی ہے　　قلب کو چین ملا جسم میں روح آئی ہے

8:45 منٹ پر حضور انور نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ اس عرصہ کے دوران جمع ہونے والی ڈاک مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے تیار کروا کر حضور انور کے ملاحظہ کے لئے رہائشگاہ پر بھجوائی۔

آج سارا دن دھوپ رہی اور ہلکی ہلکی ہوا چلتی رہی۔ اور موسم نہایت خوشگوار رہا۔

27/اگست 2007ء:

حضور انور نے نماز فجر 5:23 منٹ پر مسجد بیت السبوح میں پڑھائی۔

انفرادی واجتماعی ملاقاتیں

حضور انور کا آج کا دن بھی احباب سے ملاقاتوں میں گزرا۔ دس بج کر تیس منٹ پر حضور انور دفتر تشریف لائے اور ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو ایک بج کر تیس منٹ تک جاری رہا۔ ایک بج کر 45 منٹ پر حضور انور نے نماز ظہر وعصر مسجد بیت السبوح میں پڑھائیں۔ پانچ بج کر تیس منٹ پر حضور انور دوبارہ دفتر تشریف لائے اور مکرم منیر احمد صاحب جاوید پرائیویٹ سیکرٹری کو کل کے پروگرام کے بارہ میں ہدایات نوٹ کروائیں اور ملاقاتوں کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا جو نماز مغرب وعشاء تک جاری رہا۔

وہ بچے، بوڑھے، نوجوان مرد وزن جن کی آج ملاقات تھی وہ صبح ہی سے بیت السبوح میں آنا شروع ہو گئے تھے وہ بڑے سکون اور بیتابی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اپنی باری کا انتظار کرتے رہے۔ اپنے آقا سے ملنے کے شوق میں انتظار کا بھی عجیب مزہ ہے جو آج صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو ہی میسر ہے۔ جب کسی پروانۂ خلافت کا یہ شوق اپنی مراد کو پا لیتا ہے تو پھر اس کے چہرے کا سکون اور خوشی ہر دیکھنے والے کو بھی محسوس ہوتی ہے۔

آج مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے 111 خاندانوں کے 499 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کر کے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق حضور انور سے فیض حاصل کیا۔ آج ایک جرمن فیملی کو حضور انور نے از راہ شفقت قریباً نصف گھنٹے کا وقت عطا فرمایا جس میں ان کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ اور اسلام کے متعلق مختلف سوالوں کے بارہ میں گفتگو ہوتی رہی۔ نو بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء مسجد بیت السبوح میں پڑھائیں اور اس کے بعد اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ اس عرصہ کے دوران جمع ہونے والی تمام ڈاک تیار کروا کر مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے حضور انور کی رہائشگاہ پر بھجوائی۔

آج بھی سارا دن موسم خوشگوار رہا۔

28/اگست 2007ء:

آج حضور انور نے نماز فجر پانچ بج کر پچیس منٹ پر مسجد بیت السبوح میں پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی سے طلوع آفتاب کا وقت دریافت کیا اور فرمایا کہ وقت آگے کی طرف جا رہا ہے اس لئے اب نماز فجر کا وقت بھی تبدیل کریں۔

انفرادی واجتماعی ملاقاتیں

حضور انور دس بج کر چالیس منٹ پر دفتر تشریف لائے اور ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو نماز ظہر وعصر تک جاری رہا۔ حضور انور نے واقفین نو بچوں کو ''دس شرائط بیعت'' والی کتاب بطور تحفہ دینے کے لئے ملاقاتوں کے دوران جب بھی وقت ملتا 117 کتب پر دستخط فرمائے۔

ایک بج کر پچپن منٹ پر نماز ظہر وعصر مسجد بیت السبوح میں پڑھائیں۔ پانچ بج کر تیس منٹ پر ملاقاتوں کا دوسرا دور شروع ہوا جو سات بج کر پچپن منٹ تک جاری رہا۔ آج 100 خاندانوں کے جو البانیہ، مالٹا، نائیجر، پاکستان اور جرمنی سے تعلق رکھتے تھے 395 احباب کو حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور ہر ایک کی حضور انور نے اس کی ضرورت کے مطابق مسیحائی فرمائی۔

مالٹا سے آئے ہوئے ایک زیر تبلیغ عیسائی دوست Mr.Lawrence Grech نے بھی حضور انور سے ملاقات

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں